2६।



1
———
۲۵۵

دیپالی

مؤلفہ

ایس ایم شفیع ای ایم سی ای ڈوکیو،

مینجر

لوم مینوفیکچرنگ کمپنی لودیانہ

سنہ ۱۹۰۵ء



هنکاری پریس لودیانہ ... اہتمام سے طبع ہوئی

قیمت ۲

ٹوکیو (جاپان) کی بنا کر ۶۷ لاہور نمائش

کپڑا بُننے کی مشین

تمام خرچ کرایہ و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا

ڈیڑھ گز عرض زیادہ سوا گز عرض ایک گز عرض بارہ گرہ عرض ۹۰

بارہ گرہ عرض کا کپڑا چالیس نمبر کے سوت کا ایک جولاہا روزانہ ۱۶ گز آسانی سے تیار کرسکتا ہے جس سے تمام اخراجات و مزدوری نکال کر
میں روپے ماہوار کی بچت ہوسکتی ہے انکی تعریف میں معزز انگریزی و اردو اخبارات مثلاً ٹریبیون - آبزرور - ڈیلی ٹائمز - ایڈووکیٹ لکھنؤ - بنگالی -
انڈین مرر - امرت بازار پتریکا - ٹیلیگراف - انڈین ورلڈ - فرینڈ آف انڈیا - سٹیٹسمین - انگلشمین - انڈین ایکونومسٹ - بنگاباسی -
مدراس سٹینڈرڈ - انڈین کمرشل جرنل - بمبئی ٹائمز - پیسہ اخبار - وطن - اردو اخبار - پنجاب سماچار - وکیل - دہلی
خیرخواہ عالم و عمل (حیدرآباد دکن)، قومی ایلچی (مدراس)، کاٹھیاواڑ ٹائمز - بھرگوا پترکا وغیرہ وغیرہ رطب اللسان ہیں -

چند مصرین کی رائیں بھی ذیل میں درج کی جاتی ہیں جن سے انکے مفاد کا اندازہ ہوسکتا ہے: - مسٹر ای - بی ہول پرنسپل
ماڈل آف آرٹس کلکتہ لکھتے ہیں: کہ میں نے اس کارخانہ کو دیکھا یہہ اپنی وضع کا ہندوستان میں پہلا کارخانہ ہے مجھے اس سے نہایت
خوشی ہوئی کہ کپڑا بننے کی جاپانی کلیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی اور نفیس ہیں ہندوستان میں یہہ آئندہ ضرور کامیاب ہونگی میں مسٹر محمد شفیع
کو مبارکباد دیتا ہوں - مسٹر پرسی براون پرنسپل میو آرٹس سکول لاہور لکھتے ہیں کہ میں نے اس کارخانہ کو دیکھا کام بہت دلچسپ ہے
کیپٹن آر ڈبلیو نوکس ایم - بی - آئی ایم ایس سپرنٹنڈنٹ جیل نوگانگ سے لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ ہوا علیگڑھ کے جیلخانہ میں آپکی ایک مشین
جو آپ سے منگوائی تھی دیکھی جو کچھ میں نے وہاں دیکھا اس سے میں بہت خوش ہوا میں اپنے جیلخانہ کیلئے ویسی مشین منگانا چاہتا ہوں

اس کل میں سوتی ریشمی اور اونی کپڑا بنا جاسکتا ہے اور صرف ایک آدمی یا لڑکا سے چلتا ہے (۱) ہر شخص خواہ اس کام سے
واقف ہو یا نہ ہو اس مشین پر کام کرنا مشین کو جوڑنا مرمت کرنا وغیرہ دس بارہ روز میں سیکھ سکتا ہے (۲) بلحاظ افادہ ملکی خریدار
یا انکے ملازمین خواہ وہ کچھ بھی نہ سیکھے ہوئے ہوں یہہ کارخانہ ۵۰ روپیہ فیس لیکر سکھاتا ہے (۳) اگر خریدار خود نہ آسکے اور نہ ملازم
بھیج سکے تو ہم مشین کیساتھ کارخانہ سے کام سکھانے کیلئے ملازم بھیج سکتے ہیں جس کا آمد و رفت کا کرایہ اور آٹھ آنہ یومیہ تنخواہ
خریدار کے ذمہ ہوگی (۴) خریداران یا انکے ملازمین کی رہائش کیلئے کمپنی کی طرف سے انتظام کیا جاتا ہے (۵) چھ مشینوں کے
خریدار کو پانچ روپے فی صدی کمیشن دیجاتی ہے۔

علاوہ اس کے تانہ بانیکے لئے بھی ہمارے ہاں سے مشین مل سکتی ہے یہہ بھی اپنی طرز کی نرالی مشین ہے نہایت
سرعت سے کام کرتی ہے ایک آدمی اور ایک لڑکا دو سو گز تانہ دن بھر میں تیار کرسکتے ہیں قیمت اسی روپیہ
ہمیں ہندوستان کے شہروں میں ہوشیار اور دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے شرائط ایجنسی طلب کرو

المشتہر یو ایم مینوفیکچرنگ کمپنی لودیانہ (پنجاب) | **اپنا نام و پتہ صاف حروف میں تحریر کیا کرو**

دیباچہ

کوئی ملک بغیر صنعت و حرفت کے ترقی نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے ملک میں نہ ہی صنعت و حرفت ہے اور نہ ہی لوگوں کو شوق ہے۔ صنعت و حرفت کے متعلق ہمارے ملک میں سخت غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ کارخانجات چھوٹے پیمانے پر جاری ہی نہیں ہو سکتے۔ لاکھوں کروڑوں روپیوں کے بغیر کارخانجات قائم ہی نہیں ہو سکتے۔ جاپان نے صرف ہندوستان پر ہی نہیں بلکہ کل دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ قلیل سرمائے اور چھوٹی چھوٹی مشینوں کے ساتھ کارخانجات قائم ہو سکتے ہیں۔ جاپان میں ہر ایک گھر کارخانہ ہے اور ہر ایک دوکان ورکشاپ ہے۔ چھوٹے چھوٹے کارخانجات یوروپ کے عالیشان کارخانجات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور مقابلہ میں غالب رہے ہیں۔ حالانکہ جاپان کی ترقی کی ابتدا ہے۔ اور یوروپ کی ترقی کی انتہا ہے۔ جاپان کی ترقی چالیس سالہ ترقی ہے اور یوروپ کی ترقی صدیوں کی متواتر کوششوں کا نتیجہ ہے۔

چند برس ہوئے کونٹ اوکوما نے اثنائے تقریر میں کہا تھا کہ وہ زمانہ جلد آئیگا جب ہم اپنی انگلیوں سے یوروپ کی مشینوں کو شکست دینگے!

وہ زمانہ آگیا ہے اور کونٹ اوکوما کی پیشین گوئی پوری ہو گئی ہے۔ جاپان سے

جہاتے - دیاسلائی - ریشم - چینی کے ظروف - روغنی برتن وغیرہ لاکھوں بلکہ
کروڑوں روپیوں کے یوروپ اور امریکہ کو جا رہے ہیں -

بعض جاہل ہندوستانیوں کا خیال ہے کہ ہندوستان میں دیاسلائی
لاٹری کے ذریعہ سے آتی ہے - ورنہ کیسے ایک پیسے میں دو دو بکس بک سکتے
ہیں مجھے انکی جہالت پر ہنسی نہیں بلکہ رونا آتا ہے اور اُن کو یہہ سُنکر تعجب ہوگا
کہ پیسے میں پانچ دیاسلائی کے بکس تیار ہوتے ہیں - ایسے مہذب اور ترقی یافتہ
زمانہ میں رہ کر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بے خبر رہنا ہندوستانیوں کی ذات
پر سخت شرمناک دھبہ ہے - اسی خیال کو مدنظر رکھ کر میں نے یہہ کتاب لکھی ہے
یوروپ کا ایک آٹھ یا دس سالہ بچہ بھی دیاسلائی کے بنانے کی ترکیب کو جانتا
ہے اور ہندوستان کا ایک اوسط درجے کا تعلیم یافتہ اس کی ساخت کی ترکیب
سے بالکل ناواقف ہے - کیا یہہ امر قابل افسوس اور شرم نہیں ہے ؟

ہندوستانیوں کا یہہ خیال ہے کہ ہندوستان میں دیاسلائی کی لکڑی نہیں
ملتی - مگر اُنہیں یہہ معلوم نہیں کہ جتنی لکڑی دیاسلائی کی ہندوستان میں ہے
شاید کسی دوسرے ملک میں بھی نہ ہو - کوہ ہمالیہ کے ایک سرے سے لے کر
دوسرے سرے تک دیاسلائی کی لکڑی کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ
کھڑے ہیں -

ہندوستانیوں کے لئے یہہ ضروری نہیں کہ وہ کبھی کارخانہ کو جاری کرتے
وقت اس کام کے لئے تمام مشینیں یوروپ سے منگائیں - مشینوں کے ایجاد
کرنے - بنانے اور چلانے کا مطلب صرف یہہ ہے کہ مزدوری میں کفایت ہو -

یورپ میں مزدوری گراں ہے۔ ہندوستان میں مزدوری ارزاں ہے اس لئے ہمارے لئے یہہ ضروری اور مناسب نہیں اور ہماری موجودہ حالت کے مطابق نہیں کہ کسی کام کو جاری کرنے کے لئے تمام مشینیں جو یورپ اور امریکہ کے کارخانجات میں کام کر رہی ہیں منگائی جاویں جو مشینیں ضروری ہوں اُنکو منگائیں

ہندوستانی بھائیوں کی خدمت میں میری مودبانہ عرض ہے کہ جو کام کریں چھوٹے پیمانے پر اور تھوڑے سرمایہ کے ساتھ۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ جاپان سے مشینیں خریدیں۔ جاپان میں دیاسلائی کی مشینوں کی قیمت ۸۰۰ روپیہ ہے اور جرمن مشینوں کی قیمت ۲۳۰۰ روپیہ ہے۔ مانا کہ جاپانی مشینیں کام تھوڑا کرینگی مگر ۲۳۰۰ روپے اور ۸۰۰ روپے میں بھی فرق عظیم ہے نسبتاً جاپانی مشینیں زیادہ کام کرینگی اور زیادہ مفید ہونگی۔

ایک بنگالی شاعر نے سچ کہا ہے "یہہ صرف ہندوستان ہی ہے جو گہری نیند سو رہا ہے"۔ جاپان میں جو ہندوستان کا پانچواں حصہ ہے دیاسلائی کے ۳۸۳ کارخانجات ہیں۔ اس نسبت سے ہمارے ملک میں ۱۹۱۵ کارخانجات موجود ہونے چاہئیں۔ مگر راس کماری سے لیکر کشمیر تک صرف دو کارخانجات جاری ہیں۔ ایک کارخانہ احمدآباد میں اور دوسرا حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ (پنجاب) میں۔ قدرت نے اپنے فیاض ہاتھوں سے ہندوستان کو اقسام کی خام پیداوار بافراط دے رکھی ہے۔

گو ملک غریب ہے مفلس ہے اور دن بدن مفلسی ترقی کر رہی ہے مگر اب بھی ہندوستان میں اتنا روپیہ ہے کہ ہم کارخانجات جابجا قائم کر سکیں اور اعلیٰ پیمانہ پر جاری کر سکیں

ہندوستان میں آدمی بھی ضرورت سے زیادہ ہیں مگر ہمت نہیں۔ اولالعزمی نہیں۔ استقلال نہیں۔ اعتبار نہیں۔ قومی اور ملکی ہمدردی نہیں صنعت و حرفت کا شوق نہیں ترقی کی خواہش نہیں۔ روپیہ کمانے اور امیر بننے کی اُمنگ نہیں۔ دوسرے ملک میں بغرض حصول ٹکنیکل تعلیم جانے کی جرأت نہیں۔ ترقی کریں تو کیسے۔ افلاس کو دور کریں تو کیسے۔ بدنامی کا کلنک جو ماتھے پر لگا ہے دور کریں تو کیسے امیر آدمی توند پھیلائے خاموش بیٹھے ہیں۔ کوئی بُت بنانا ہو تو ہزاروں روپے دے دینگے اپنے نام کے پیچھے دم چھلا لگانے کی غرض سے ہزاروں اور بعض بیوقوف لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ افسروں کی آؤ بھگت میں ہزاروں روپے صرف کر دیتے ہیں۔ اگر کبھی قوم کے لئے ایک ٹکہ مانگو تو ٹکہ سا جواب دینگے۔

جس ملک میں ۵۰ لاکھ گداگر ہوں اُس ملک کو آپ کیا کہیں گے۔ میں اُس ملک کو گداگروں کا ملک کہونگا۔

ایس۔ ایم شفیع

دیاسلائی کے بنانے کی ترکیب

دیاسلائی کے بنانے میں حسب ذیل تین کام کئے جاتے ہیں :۔
اوّل۔ لکڑی کی سلائیوں کو تیار کرنا۔
دوسرے۔ آتش گیر مصالحہ کی آمیزش۔ اور
تیسرے۔ دیاسلائی کے سرے کو مصالحہ میں ڈبونا خشک کرنا۔ اور دیاسلائیوں کو بکسوں میں بھرنا۔

لکڑی کی سلائیوں کو بنانا

سلائیوں کے بنانے میں علی العموم شمشاد صنوبر۔ چنار۔ بید مجنوں۔ بید۔ گیت اور لیموں کے درخت وغیرہ کی لکڑیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ سلائیونکی شکل و وضع ہمیشہ مربع کاٹ کی ہوتی ہے لیکن بعض ممالک کی ساختہ سلائیاں بعض دفعہ نل کی مانند گول شکل کی مدّور مستدیر بھی بنائی جاتی ہیں۔
مستدیر اور مدّور سلائیوں کے بنانے میں لوہے کا تختہ اس وضع کا استعمال میں لایا جاتا ہے کہ جس کا کنارہ بانسری کی وضع کا ہوتا ہے اور اُس میں کئی سوراخ ہوتے ہیں۔ لیکن عملاً اِس تختہ میں زیادہ تر صرف تین سوراخ ہی رکھے جاتے ہیں جب اِس تختہ کو لکڑی کے ایک کندے کے برابر ریشوں کی متوازی سمت میں لایا جاتا ہی

تو آلہ لکڑی کے اندر لکڑی کو چیرتا چلا جاتا ہے اور لکڑی کی مدوّر سلائیاں کٹ کٹ کر گرنے لگتی ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک سلائی کی لمبائی لکڑی کے کندے کی لمبائی کے برابر ہوتی ہے۔

لکڑی کے کُندے کو لوہے کے تختہ کے ساتھ پھر ٹھیک طور سے ملا دیا جاتا ہے اور جو کارروائی اس سے پہلے کیجاتی ہے وہ پھر بار بار کیجاتی ہے۔ اِس طرح سے ایک ہوشیار کاریگر روزانہ ۴ لاکھ سے ۴½ لاکھ تک سلائیں تیار کر سکتا ہے۔

مذکورۂ بالا ترکیب سے لکڑی بہت کچھ دب جاتی ہے اور اُس کا پولا پن جاتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس طریقہ سے جس قدر سلائیاں تیار کیجاتی ہیں وہ سیفٹی پیچ قسم کی دیا سلائی کے لئے مناسب نہیں ہوتیں بلکہ وہ صرف فاسفورس پیچ قسم کی دیا سلائیوں کے بنانے میں کام آتی ہیں۔

اس کے علاوہ سلائیں صرف اُسی لکڑی کی بنائی جا سکتی ہیں کہ جسمیں گانٹھیں نہ ہوں۔ اسی واسطے تختوں پر رندہ کر کے سلائیں بنانے کی ترکیب پر دام بہت صرف ہوتے ہیں کیونکہ اس میں بہت حصّہ لکڑی کا ناقابل استعمال ہوتا ہے۔

مُربع سلائیوں کے بنانے کا سب سے بہتر طریقہ لکڑی کے اوپر سے چھلکا اُتار لینے (پیلنگ) کا طریقہ ہے فی زمانا جاپان کے تمام کارخانوں میں یہی طریقہ مستعمل ہے اور اس طریقہ سے عمدہ قسم کی دیا سلائیں بنتی ہیں۔

پیلنگ کرنے کا یہہ طریقہ ہے کہ ایسے درختوں کو کاٹا جاتا ہے جو سرسبز ہوں اور بہت خشک نہ ہوں لیکن جہاں تک ہو سکے تازہ ہوں۔ ایسے لکڑوں کو آرہ سے کئی ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ٹکڑے کی لمبائی ۲۰، ۳۰ سے

۰۰۰۴ - ایم ایم تک ہونی ضروری ہے۔

اِن لکڑی کٹے ٹکڑوں کو پھر چھلکا اُتارنے والی کل (پیلنگ مشین) میں ڈالا جاتا ہے کل میں پڑتے ہی لکڑی کا یہہ کندہ اِس طرح پھرنے لگتا ہے کہ جس طرح خراد پر کوئی چیز پھرتی ہے۔ کل میں ایک ایسا چاقو ہوتا ہے کہ جو بالتناسب کندے کے وسط تک پہنچتا ہے۔ وہ کندے کے چاروں طرف سے اُس کا صرف ایک ہی چھلکا اُتارتا ہے کہ جس کو وی نیر کہتے ہیں۔ وی نیر کی موٹائی اتنی ہی رکھی جاتی ہے کہ جتنی موٹی دیا سلائی بنانے کا ارادہ ہو۔ وی نیر کے ٹکڑوں کی تہہ کرکے کہ جن میں سے ہر ایک تہہ میں ۲۰ یا ۳۰ ٹکڑے ہوتے ہیں (بعض مشینوں میں یہہ ٹکڑے ۶۰ بلکہ ۸۰ تک ہوتے ہیں) ایک دوسرے کے سروں پر باندھ دیئے جاتے ہیں۔ اِن تہوں کو چاپنگ مشین میں ڈال دیا جاتا ہے کہ جہاں اُنکے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر سلائیں بن جاتی ہیں۔ چاپنگ مشین میں ایسا انتظام رکھا گیا ہے کہ چاقو کی ہر ایک ضرب پر وی نیر کے ٹکڑوں کا بنڈل آگے بڑھ آتا ہے۔

ممالک جاپان میں سلائیوں کے بنانے کی ایک علیحدہ تجارت ہوگئی ہے۔ یہہ سلائیں مالکان درخت جنگل ہی میں بناتے ہیں اور اُنکے بنڈل کے بنڈل دیاسلائیں بنانے والوں کے ہاتھ فروخت کردئے جاتے ہیں۔ یہہ سلائیں ہر طرح سے تیار ہوتی ہیں صرف دیاسلائی بنانے والے کو ان کو آتش گیر مصالحہ میں ڈبونا پڑتا ہے۔

آتش گیر مصالحے کی آمیزش کرنے کی ترکیب

سلائیوں کو گندھک آلود کرنا۔

چاپنگ مشین جس قدر سلائیں تیار کرتی جاتی ہے۔ اب اُنکے بنڈل باندھ لئے جاتے ہیں پھر اِن سلائیوں کو بالکل خشک کر لیا جاتا ہے۔ خشک کرنیکے دو طریقے ہیں۔ وہ یا تو آلات کے ذریعہ سے سکھالی جاتی ہیں کہ جو بالخصوص اِس مطلب کے لئے مناسب ہوتے ہیں یا اُن کو بھٹیوں میں خشک کر لیا جاتا ہے۔

لیکن ملک جاپان میں سلائیوں کو اس طرح خشک کیا جاتا ہے کہ اِن کو ایک کوٹھری میں رکھ دیا جاتا ہے پھر سٹیم سے اِس کوٹھری کو گرم کر کے سلائیوں کو سکھا لیا جاتا ہے خشک ہونے تک سلائیں گڈمڈ پڑی رہتی ہیں یا بنڈلوں میں بندھی ہوئی ہوتی ہیں جب خوب سوکھ جاتی ہیں تو پھر اُن کو چوکٹھوں میں اِس طور سے رکھ دیا جاتا ہے کہ اُن کو گندھک کے تیزاب میں غوطہ دیتے وقت ہر ایک سلائی کے درمیان اِس قدر کافی جگہ چھٹی رہتی ہے کہ ایک سلائی دوسری سلائی سے مِل نہیں سکتی۔

یہہ چوکھٹے مُربع ہوتے ہیں اور اُس میں طولاً و عرضاً متوازی طور سے بہت سے تختے لگے ہوئے ہوتے ہیں (یہہ چھوٹے چھوٹے تختہ طول میں بھی اور عرض میں بھی ایکدوسرے کے متوازی بہت سے ہوتے ہیں)، اور یہہ ۳۰۔ میٹر لمبے اور ۱۰ اسینٹی میٹر چوڑے ہوتے ہیں اِن تختوں کی سطح پر تنگ نالی یا خانہ ہوتے ہیں جو دونوں آپس میں قریب قریب ہوتے ہیں۔ ہر ایک خانہ ٹھیک اِتنا لمبا ہوتا ہے کہ اُس میں ایک سلائی سما سکتی ہے، تختوں کے بیچ میں دیا سلائیں اِس طرح سے ڈال دیجاتی ہیں

کہ چوکھٹے کے ایک کنارہ کی طرف سلائیوں کے سرے برش کے ٹکڑے بالوں کی مانند معلوم ہوا کرتے ہیں۔

بالعموم ہر ایک چوکھٹے میں ایسے پچاس تختہ ہوتے ہیں اور ہر تختہ ۔ہم سلائیونکی گرفت کر سکتا ہے اِس طرح سے ایک چوکھٹے میں ۲ ہزار سلائیں تیار ہو جاتی ہیں۔ زمانۂ سابق میں سلائیوں کو چوکھٹوں پر رکھنے کا کام بالکل ہاتھوں ہی سے کیا جاتا تھا لیکن آجکل یہہ کام بھی ایک کل سے ہوتا ہے یہہ کل نہایت فطانت اور ہوشیاری سے بنائی گئی ہے۔ اور اِس طرح سے بہت کچھ وقت بچ جاتا ہے کہ جو اوّل ہاتھ سے کام کرنے میں صرف ہوا کرتا تھا۔

سلائیوں کو ایک سوراخ دار دھاتی طباق میں رکھ کر اُس کے سوراخوں میں سے چوکھٹوں کے حصص میں نیچے گرا دیا جاتا ہے اور یہہ کام اُس طباق کو ہلانے سے کیا جاتا ہے۔ اِس مطلب کے لیئے چوکھٹے اُس وقت ذرا ڈھیلے کر دیئے جاتے ہیں۔ جب سب سلائیں گر جاتی ہیں تو اُن کی مضبوط گرفت ہونیکے لیئے چوکھٹوں کو پھر اکٹھا کھینچ کر تنگ کر دیا جاتا ہے۔

اِس کے بعد عموماً یہہ کارروائی کیجاتی ہے کہ پگھلی ہوئی گندھک میں سلائیوں کے سروں کو غوطہ دیا جاتا ہے۔ سلائیوں کے سروں کو گندھک کے تیزاب میں اوّل غوطہ دینے سے یہہ مقصد ہوتا ہے کہ اُن پر ایک ایسا مادہ لگ جائے کہ بعد ازیں جب سلائیوں کے سروں کو ایک مرکب مصالحہ میں غوطہ دیکر رگڑا جائے تو وہ فوراً روشن ہو کر جل اُٹھا کرے۔ گندھک کے جلنے سے جو ابخرات پیدا ہوتے ہیں وہ ذرا ناگوار ہوتے ہیں اور اِس لیئے بعض قسم کی دیا سلائیں گندھک کی آمیزش کے بغیر ہی بنائی

جاتے ہیں۔ اِس آخری صورت کی حالت میں سلائیوں کو کاربونائیزڈ کیا جاتا ہے
یہہ ترکیب اِس طرح کیجاتی ہے کہ سلائیوں کو ایک آہنی رکابی کے ساتھ کہ جو لال انگارے
کی مانند گرم ہوتی ہے مس کر دیا جاتا ہے یا یہہ ترکیب کی جاتی ہے کہ گرم گرم ریتے
میں سلائیوں کو غوطہ دیا جاتا ہے پھر اُسی وقت سلائیوں کو آسٹرین۔ یا۔
پرافن میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اِس رقیق شے کی تھوڑی سی مقدار سلائیوں کی لکڑی
فوراً جذب کر لیتی ہے۔

اِس قسم کی دیا سلائیں بہ نسبت گندہک آمیز دیا سلائیوں کے بہت اچھی طرح سے
روشن ہو جاتی ہیں اِس لئے کہ اِس قسم کی دیا سلائی فوراً جل کر شعلہ پیدا کر دیتی ہے
حالانکہ گندہک آمیز دیا سلائی جب تک کہ قریباً اُس کی تمام گندہک جل نہ جائے اُس
وقت تک روشن ہو کر شعلہ پیدا نہیں کرتی۔

آسٹیرین۔ یا۔ پرافن بہت ہی قیمتی چیزیں ہیں۔ اُن پر دام بہت خرچ ہوتے ہیں
لیکن اُن کی بہت ہی کم مقدار درکار ہوتی ہے۔ اِس وضع کی دیا سلائیوں کو گاہک
بہت زیادہ پسند کر کے خریدتے ہیں۔

چوکھٹوں میں سلائیں ہوتی ہیں اُن کو پگھلی ہوئی گندہک کے اوپر رکھ دیتے ہیں
اور اُن کو اُس پر صرف اِس قدر نیچے کیا جاتا ہے کہ سلائیوں کے نکلے ہوئے سروں پر
$\frac{1}{4}$ انچہ کے قریب گندہک چڑھ جاتی ہے۔

یہہ گندہک ایک پھیلی ہوئی اور اُتھلی ہوئی کڑاہی میں ہوتی ہے۔ اِس کڑاہی کے تلے
میں پتھر کی ایک سل ہوتی ہے جو بالکل سطح ہموار اور پڑی ہوئی حالت میں لگی ہوئی ہوتی ہے
یہہ سل اِس قدر گرم ہوتی ہے کہ اُس پر گندہک کی تہہ جو $\frac{1}{4}$ انچہ کے قریب عمیق ہوتی ہے

قائم رہتی ہے اور پگھلی ہوئی گندھک کا ٹمپریچر ۱۲۵ سے ۱۳۰ ڈگری تک رکھا جاتا ہے گندھک کی اِس کڑھائی میں چوکھٹوں کو اِس قدر نیچے کر دیا جاتا ہے کہ سلائیوں کے سرے کڑھائی کی تہہ پر بالکل ٹک جاتے ہیں۔ اِس کے بعد فوراً چوکھٹوں کو اوپر اُٹھا لیا جاتا ہے۔ سلائیوں میں جس قدر زیادہ گندھک چمٹ جاتی ہے سلائیوں کو ہلا کر اُس کو گرا دیا جاتا ہے۔

اِس کے بعد سلائیوں پر وہ مصالحہ لگایا جاتا ہے کہ جس کو آگ لگنے یا روشنی کرنے کا سرمایہ کہنا مناسب ہے۔ یہہ مصالحہ اِس قسم کا ہونا چاہیے کہ متوسط درجہ کی رگڑ سے فوراً جل کر روشنی دے سکے۔

یہہ آتش گیر مصالحہ حسب ذیل ترکیب سے بنایا جاتا ہے:۔

سریش یا گوند یا ایسی ہی کوئی لیس دار چیز پہلے تھوڑے سے پانی میں ایسی گاڑھی حل کر لیجاتی ہے کہ جیسے پتلا شربت ہوتا ہے (جب سریش کام میں لائی جائے تو اوّل اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر لئے جائیں اور پھر اُن ٹکڑوں کو ۲ گھنٹہ تک پانی کے اندر بھگو دینا چاہیے جب وہ پھول کر اوپر اُٹھ آئیں تب اُن سے کام لیا جائے) پھر اس رقیق شئی کو ۵۰ درجہ تک گرمی پہنچا کر اُس میں بتدریج تھوڑا تھوڑا فاسفورس ڈال کر اُس کے ساتھ ملاتے رہیں اور اِس مرکب کو اِس قدر کف گیر سے ہلاتے رہیں کہ وہ ایک رقیق دوائی کی مانند ہو جائے۔ پھر اور دوسرے اجزاء کا سفوف بھی اِس رقیق شئی میں ملا دیں۔

عمدہ مصالحہ تیار ہونیکے لئے یہہ بات بڑی ضروری ہے کہ فاسفورس کی مقدار نہ تو بہت زیادہ ہو جائے نہ بہت کم رہے۔ اِس لئے کہ فاسفورس کی زیادتی سے نہ صرف غیر ضروری طور سے اِس مصالحہ کی قیمت گراں پڑ جائیگی بلکہ اُس کا اثر یہہ بھی ہوگا کہ وہ

گندھک اور آسٹیرین کے آتش گیر مادہ کو خراب کر دیگی کہ جن چیزوں سے دیا سلائیوں کے سرے مصالحہ آلود ہوتے ہیں۔ اور پھر دیا سلائی جل نہ سکیگی۔ اِس کی وجہ یہہ ہے کہ فاسفورس کے جلنے سے فاسفورس کا تیزاب پیدا ہوتا ہے وہ قلعی کے مانند سلائیوں کے تمام سرے پر جمع ہوتا ہے اور سلائی کو جلنے نہیں دیتا۔ اِس لئے فاسفورس کا اِس مصالحہ میں ۱/۲ یا ۱/۱۲ حصّہ ہونا سب سے بہتر تناسب ہوتا ہے۔

سلائیوں کے سرے کو مصالحہ میں ڈبونیکا بیان

جب یہہ سب چیزیں رقیق شربت کی طرح گاڑھی ہو جاتی ہیں۔ تو پھر یہہ سب مصالحہ سنگ مرمر یا پتھر کی اُس رکابی پر ڈال دیا جاتا ہے کہ جو سلائیوں کے سرے کو مصالحہ میں ڈبونے کی ترکیب میں مستعمل ہوتی ہے۔ اُس رکابی کے نیچے پانی کا ایک گرم حمام رکھکر مصالحہ کو گرم کیا جاتا ہے۔

اگر سریش کی بجائے گوند استعمال کی جائے تو اُس وقت بھی یہی ترکیب کام میں لائی جاتی ہے۔ اُس وقت فرق صرف یہہ ہوتا ہے کہ ڈپنگ پلیٹ پر مصالحہ کو گرما گرم ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ سرد ہونے پر یہہ جم نہیں جاتی۔

یہہ لئی ایک میز پر ہموار طور سے اتنی ہی پھیلا دیجاتی ہے کہ جس میں دیا سلائی کا سرا یکساں ٹھیک اُسی قدر ڈوبتا ہے جتنا کہ مطلوب ہوتا ہے۔ اِس سے یہہ فائدہ ہوتا ہے کہ سب سلائیوں کے سروں پر مصالحہ برابر برابر لگتا ہے یہہ نہیں ہوتا کہ کسی میں زیادہ لگ جائے اور کسی میں کم۔

دیا سلائیوں کے سروں پر مصالحہ لگانیکے بعد اُن کو خشک ہونیکے لئے ہوا میں

تین یا چار گھنٹے تک رکھ چھوڑتے ہیں۔ پھر اُن کو کسی گرم کوٹھری میں ۲ گھنٹے تک رہنے دیتے ہیں۔ لیکن اِس کوٹھری میں حرارت کا درجہ ۸۰ یا ۹۰ فارینہیٹ (۲۷ یا ۳۲ درجہ سے) رکھا جاتا ہے۔

اس عمل کے بعد دیاسلائیاں بنکر مکمل ہو جاتی ہیں۔ گویا اب وہ ڈبیوں میں بھر بھر کر باندھنے کیواسطے ہر طرح تیار ہیں۔

آتش گیر مصالحہ میں سلائیوں کے سروں کو غوطہ دینے کے لئے جرمنی میں ایک خاص مشین بنائی گئی ہے لیکن جاپان میں یہہ کام بالکل ہاتھوں ہی سے کیا جاتا ہے وہاں کل سے یہہ کام نہیں ہوتا۔

دیاسلائی کے بنانے میں اگر معمولی فاسفورس کی جگہ اموفس فاسفورس مستعمل کیا جائے تو نہایت مفید ہے۔ اگرچہ اموفس فاسفورس کا استعمال ابھی تک اتنا وسیع تو نہیں ہوا کہ جس قدر ایسی مفید شے کی مانگ کی توقع ہو سکتی ہے لیکن معمولی فاسفورس کی نسبت اموفس فاسفورس کے استعمال میں فائدے اِس قدر زیادہ ہیں کہ اغلباً اِس چیز کی مانگ و بکری ایک عظیم پیمانہ پر ہو جائیگی بلکہ معمولی فاسفورس کی مانگ و بکری سے بھی بدرجہا بڑھ جائیگی۔

معمولی فاسفورس سے جس قدر دیاسلائیاں بنائی جاتی ہیں اور جو لوگ اِن دیاسلائیوں کے بنانے پر ملازم و مامور ہوتے ہیں اُن کو اکثر جبڑوں کی خطرناک بیماری لاحق ہو جاتی ہے لیکن اموفس فاسفورس کے استعمال سے یہہ بیماری پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اور اسی دیاسلائی کے سروں کا مصالحہ اگر دہن انسان میں چلایا جائے تو وہ اپنا زہریلا اثر کچھ نہ کچھ پیدا کر دیتا ہے لیکن اموفس فاسفورس کے استعمال سے یہہ زہریلا اثر بالکل

نہیں ہونے پاتا۔

فاسفورس دار دیاسلائیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں:-

(۱) ایک تو وہ دیاسلائی کہ جس میں فاسفورس۔یا۔اموفس فاسفورس بالکل نہیں ہوتا۔ایسی دیاسلائی کے مصالحہ میں ریگ مال کی آمیزش ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے وہ دیاسلائی کہ جس کے نہ تو مصالحہ میں فاسفورس ہوتا ہے اور نہ ریگ مال پر ہوتا ہے۔

پہلی قسم کی دیاسلائیوں کی مدبیر حسب ذیل دیاسلائیں ہوتی ہیں:-

(۱) وہ دیاسلائی کہ جس کے مصالحہ میں فاسفورس بالکل نہیں ہوتا۔اُن پر صرف لئی کی مانند ایک قسم کا مصالحہ ہوتا ہے کہ جس کے خاص خاص اجزا انٹیمنی سلفائڈ۔اور پوٹاسیم کاوریٹ ہوتے ہیں۔

(۲) اموفس فاسفورس میں اس کو اوّل نہایت مہین ریت اور دوسری ایسی ہی چیزوں کے ساتھ آمیزش کرکے کہ جن سے رگڑ پیدا ہوتی ہو۔گوند ملا دیا جاتا ہے اور پھر جس بکس میں دیاسلائیں رکھی جاتی ہیں اُس پر اُس کو لگا دیا جاتا ہے۔

فاسفورس دار دیاسلائیوں کا بیان

دیاسلائی کے آتش گیر مصالحہ کے بنانے کے نسخے ایک دوسرے سے بہت متفاوت ہوتے ہیں ان نسخوں کے بعض اجزا تو سب کو معلوم نہیں ہو سکے۔چونکہ بنانے والے ان کو بالکل ظاہر نہیں کرتے۔ہر کارخانہ اپنا بنایا ہوا علیحدہ مصالحہ تیار کرکے

دیا سلائیوں پر لگتا ہے۔

لیکن حسب ذیل نسخے دیا سلائی کے مصالحے کے خوب مجرب ہیں۔ دیا سلائی کے بنانے میں جس قدر مصالحہ جات کثرت سے کام میں لائے جاتے ہیں ان نسخوں سے ان کا بھی کچھ پتہ لگ جائیگا:۔

دیا سلائی کیلئے مصالحہ تیار کرنیکے نسخے

(پہلا نسخہ)

فاسفورس	۴ حصہ
شورہ	۱۶ ،،
لیڈ	۶ ،،
ریڈلڈ	۳ ،،
سریش	۶ ،،

(نسخہ دوم)

فاسفورس	۹ حصہ
منگنیز پراکزایڈ	۱۴ ،،
شورہ	۱۴ ،،
گوند	۱۶ ،،

(نسخہ سوم)

فاسفورس ———— ۱۰ حصہ
چھین ریت ———— ۸ ″
رڈ اوکر ———— ۲ ″
پانی ———— ۱۸ ″
سریش ———— ۸ ″
پرشین بلیو ———— ۰٫۴ ″

نسخہ چہارم

فاسفورس ———— ۵ حصہ
چھین ریت ———— ۴ ″
رڈ اوکر ———— ۱ ″
پانی ———— ۶ ″
گوند ———— ۵ ″
پرشین بلیو ———— ۰٫۲ ″

نسخہ پنجم

فاسفورس ———— ۱۶ حصہ
لڈ پراکزائڈ ———— ۴۸ ″
شورہ ———— ۴۸ ″
سریش ———— ۴۲ ″

نسخۂ ششم

فاسفورس ——— ۶ حصہ
کھریا مٹی ——— ۹ "
لیمپ بلیک ——— ۵، ۳ "
مینگنیز پراکسائیڈ ——— ۴ "
سریش ——— ۱۲ "

نسخۂ ہفتم

فاسفورس ——— ۵، ۹ حصہ
آکزیڈائزڈ ڈولڈ { رڈ لڈ ——— ۸۰ "
نائٹرک ایسڈ ——— ۵۰ "
پانی ——— ۲۴ "
گوند ——— ۲۸ "

نسخۂ ہشتم

فاسفورس ——— ۱۲ حصہ
سریش ——— ۱۲ "
مہین ریت ——— ۸ "
لڈ پراکسائیڈ ——— ۸ "

نسخۂ نہم

فاسفورس ——— ۱۶ حصہ

شورہ ———————— ۴۸ حصّہ

لڈ پراکزائیڈ ———————— ۴۸ و ۸ ″

سریش ———————— ۴۰ ″

نسخۂ دہم

فاسفورس ———————— ۳ حصّہ

لیمپ بلیک ———————— ۶ ″

ر ڈ لڈ ———————— ۱۰ ″

نٹرک ایسڈ ۱٫۳۸۴ Sp. gr. ۶ ″

اگر کاربن بائی سلفائیڈ یا مصالحہ کے حل کردہ اور دوسرے اجزاء کے ساتھ فاسفورس پہلے ہی سے حل کر لیا گیا ہو تو پھر بہت کم فاسفورس مصالحہ میں ملانا چاہئے کاربن بائی سلفائیڈ کے بخارات ہو کر اُڑ جانے کے بعد فاسفورس کے الگ الگ ننھین ننھین حصّے ایسے باقی رہ جاتے ہیں کہ پھر وہ نہایت ہی آسانی کے ساتھ جل سکتے ہیں۔

نسخۂ پنجم مذکورہ بالا گو انہی اجزاء سے بالعموم بنایا جاتا ہے کہ جو اس میں لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن یہہ مصالحہ اور دوسرے اجزاء سے بھی بنایا جاتا ہے۔ اس نسخہ کے مصالحہ میں گوند یا سریش کی جگہ چپکنے والی چیز کے طور پر ڈکسٹرین بھی ڈال دیا کرتے ہیں۔ اس میں ذرا آسانی رہتی ہے۔ پھر اس نسخہ کے مصالحہ میں سریش یا گوند ڈالنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

بغیر گندھک کے دیاسلائیوں کے بنانے کا بیان

اس سے پہلے یہہ بیان کر دیا گیا ہے کہ گندھک سے جس قدر دیاسلائیں بنائی جاتی ہیں اُن میں گندھک کی بو اس قدر ہوتی ہے کہ جو ناگوار گزرتی ہے۔ یہہ بات اس طرح سے رفع ہوسکتی ہے کہ بجائے گندھک کے دیاسلائیوں کے سروں کو اسٹیرین پرافن یا موم وغیرہ کے حل میں غوطہ دے لیا جائے اور گندھک کا بالکل استعمال نہ کیا جائے۔

آسٹیرین سے دیاسلائیوں کے بنانے کی ترکیب بطور تمثیل بیان کر دی جاتی ہے اسی طرح پرافن۔ یا۔ موم وغیرہ سے بھی دیاسلائیں بنائی جاتی ہیں۔

سلائیوں کو چوکھٹوں میں باندھ کر اُنکے سروں کو لوہے کی گرم رکابی پر دبا کر جھلس دیا جاتا ہے پھر ایسے اُتھلے ہوئے برتنوں میں کہ جن کے کناروں پر سیسہ یا ٹین لگا ہوا ہوتا ہے پگھلی ہوئی اسٹرین کی ایک تہہ پھیلا دی جاتی ہے۔ اس تہہ کا دل $\frac{1}{8}$ سے $\frac{1}{2}$ انچ تک ہوتا ہے۔ یہہ آسٹرین کی تہہ گرم رکھی جاتی ہے اور اس میں دیاسلائیوں کے جھلسے ہوئے سروں کو غوطہ دیا جاتا ہے کشش اتصال کی وجہ سے اسٹیرین لکڑی کے مسامات میں جذب ہو جاتی ہے اور سلائی کے تمام نچلے سرے کے رگ و ریشہ میں جذب ہو جاتی ہے۔

اس طرح سے جو دیاسلائیں بنائی جاتی ہیں اُن میں بالکل ناگوار بو نہیں ہوتی

امورفس فاسفورس دیا سلائیوں کا بیان

یہہ دیا سلائیاں اِس طرح بنائی جاتی ہیں کہ اوّل تو سلائیوں کے سروں کو حسب معمول گندھک۔ یا۔ اسٹیرین میں غوطہ دیا جاتا ہے۔ یہہ مصالحہ سنگ مرمر کی کابی میں $\frac{1}{12}$ سے $\frac{1}{8}$ انچ کے دَل تک پھیلا دیا جاتا ہے۔

یہہ آتش گیر مصالحہ اس طرح بنایا جاتا ہے:۔

پوٹاشیم کلوریٹ کے نہایت مہین سفوف کے ۶۰ حصے گوند کے گاڑھے حل میں ڈال کر پھر اس میں امورفس فاسفورس کے ۴۰ حصے اور شیشہ کے سفوف کے ۲۰ حصے ڈال دئے جاتے ہیں۔ اگر گوند کی جگہ سریش کا استعمال کیا جائے تو استعمال کرنے سے پہلے سریش کو ۴ یا ۶ گھنٹے تک پانی میں بھگو دینا چاہئے اور پھر اُس کو گرم پانی میں کہ جس کی حرارت ۵۰ درجہ یا ۶۰ درجہ تک ہو پندرہ منٹ تک گرم کر کے حل کر لیا جائے۔ سریش کے حل کے ۵ ۷ حصے میں پھر پوٹاشیم کلوریٹ کے ۴۰ حصے اور امورفس فاسفورس کے ۴۰ حصے اور گلاس کے سفوف کے ۱۵ یا ۲۰ حصے شامل کر لئے جائیں۔

اس ترکیب سے جو دیا سلائیاں بنائی جاتی ہیں وہ زہریلی نہیں ہوتیں نہ اُن میں یکایک اتفاقیہ طور سے آگ لگ سکتی ہے۔ اور یہہ دیا سلائیاں بہ نسبت معمولی فاسفورس کی دیا سلائیوں کے زیادہ پسندیدہ اور عمدہ ہوتی ہیں۔

اِنکے لئے مصالحہ آتش گیر کے حسب ذیل نسخے ہیں:۔

نسخۂ اوّل

امورفس فاسفورس	۹ حصّہ
شیشے کا سفوف	۹ "
کلوریٹ آف پوٹاش	۱۲ "
پانی	۱۵ "
سریش	۷۶۵ "

نسخۂ دوم

امورفس فاسفورس	۳ حصّہ
پانی	۳ "
کلوریٹ آف پوٹاش	۴ "
شیشہ کا سفوف	۴ "
گوند	۳ "

سیفٹی بیج کا بیان

اس قسم کی دیا سلائی صرف اس طرح سے روشن ہو سکتی ہے کہ دیا سلائی کے بکس کے اوپر خاص طور سے تیار کر کے ایک مصالحہ لگا دیا جاتا ہے اُس پر رگڑ دی جائے۔ بغیر اُس مصالحہ پر رگڑے سیفٹی بیج دیا سلائی روشن نہیں ہو سکتی۔ سیفٹی بیج قسم کی دیا سلائیں بنانے میں سلائیوں کے سروں کے اوپر سب سے پہلے یا تو گندھک لگا دی جاتی ہے یا سٹریک ایسڈ۔ موم پرافن وغیرہ میں سے کسی میں اُن کو غوطہ دے لیا جاتا ہے اور پھر

اُن کو حسب ذیل مصالحہ میں غوطہ دیا جاتا ہے۔

نسخۂ اوّل

پوٹاشیم کلوریٹ ———— ۱۶ حصّہ

انٹی منی سلفائیڈ ———— ۲ یا ۴ "

سریش ———— ۱ "

یہہ دیا سلائی روشن کرنیکے لیئے جس سطح پر رگڑی جاتی ہیں وہ علی العموم ڈبیا یا بکس کی ایک جانب ہوتی ہے۔ یا کاغذ کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے کہ جس پر حسب ذیل مصالحہ پھیر دیا جاتا ہے۔

امورفس فاسفورس ———— ۱۰ حصّہ

منگنیز پر اکزائیڈ ———— ۸ "

سریش ———— ۳ یا ۶ "

نسخۂ دوم

کلوریٹ آف پوٹاش ———— ۴ یا ۶ حصّہ

بکرومیٹ آف پوٹاش ———— ۲ "

آکزائیڈ آف لڈ ———— ۲ "

سریش ———— ۳ "

سطح پر رگڑنے سے دیا سلائی روشن ہو جاتی ہے۔ اُس سطح پر لگانیکا مصالحہ

سلفیٹ آف انٹی منی ———— ۲۶ حصّہ

بکرومیٹ آف پوٹاش ———— ۲ یا ۴ "

اگزائیڈ آف منگنیز ——— ۶ یا ۴ حصہ

سفوف شیشہ ——— ۲ ״

سریش ——— ۵٬۳ ״

نسخۂ سوم

پوٹاشیم کلوریٹ ——— ۶٬۳ حصہ

لیڈ نائٹریٹ ——— ۲٬۳ ״

ایسیڈ پوٹاشیم کرومیٹ ——— ۲٬۳ ״

گندھک ——— ۱٬۳ ״

پانی ——— ۱۸ ״

گوند ——— ۶٬۳ ״

سطح پر لگانے کا مصالحہ

پوٹاشیم کلوریٹ ——— ۶ حصہ

آئرن اسکیبلز ——— ۱ ״

ایمیری ——— ۱ ״

ریڈ لڈ ——— ۱ ״

گوند ——— کافی مقدار

نسخۂ چہارم

اِس لئی سے اُن دیا سلائی کے سروں کو رنگ دیا جاتا ہے کہ جو سطح پر رگڑنے جل اُٹھتی ہیں۔ سطح پر بھی یہی لئی لگا دی جاتی ہے اس میں کل وزن کا $\frac{1}{5}$ حصہ

سفوف شنگرف یا آئرن ڈراس (اسکیلز) کا اور ملا یا جاتا ہے اور اس قدر حل شدہ سریش بھی ملا دیا جاتا ہے کہ جس سے یہہ مصالحہ پورے طور سے چپک سکے۔

کلوریٹ آف پوٹاش ——— ۵ حصہ

بکرومیٹ آف پوٹاش ——— ۲ "

سفوف شیشہ کا ——— ۵ "

گوند ——— ۱۵ "

پانی ——— ۶ "

نسخہ پنجم

کلوریٹ آف پوٹاش ——— ۱ حصہ

نٹریٹ آف لڈ ——— ۱ "

بکرومیٹ آف پوٹاش ——— ۲ "

ریت۔ یا شیشہ ——— ۴ "

گوند۔ یا۔ سریش ——— ۶ "

سطح کا مصالحہ

مذکورہ بالا مکسچر کی ایک مناسب مقدار سطح پر لگا کر سطح پر رگڑنے سے روشن ہو جاتا ہے لیکن اگر حسب ذیل مکسچر سطح پر لگا دیا جائے تو اور بھی اچھی بات ہے۔

کلنکرز (سفوف شنگ) ——— ۱ حصہ

ریت ——— ۱ "

کلوریٹ آف پوٹاش ——— ۶ "

ریڈلیڈ ________ ا حصّہ

فاسفورس کے بغیر دیا سلائیں بنانے کا بیان

آتش گیر مصالحہ کے بنانیکے لئے بہت سے نسخے ہیں کہ جن کو فاسفورس کی آمیزش کے بغیر بنا سکتے ہیں۔ ریگ مال۔ یا۔ گلاس پیپر کے ساتھ رگڑتے ہی حسب ذیل مصالحہ روشن ہو جاتا ہے:۔

نسخۂ اوّل

پوٹاشیم کلوریٹ ________ ۵ حصّہ

کروکس آف انٹی منی ________ ۵ء۰ "

آکزیڈائزڈ رڈولڈ ________ ۳ "

پانی ________ ۸ "

گوند ________ ۲ "

نسخۂ دوم

پوٹاشیم کلوریٹ ________ ۶ حصّہ

گندھک ________ ۵ء۰ "

لیڈ سانائیڈ ________ ۱۲ "

پانی ________ ۸ "

گوند ——————— ۲ حصّہ

نسخۂ سوم

پوٹاشیم کلوریٹ ——————— ۵ حصّہ

شیشہ ——————— ۳ حصّہ

پوٹاشیم بکرومیٹ ——————— ۲ ״

پانی ——————— ۸ ״

گوند ——————— ۲ ״

نسخۂ چہارم

پوٹاشیم کلوریٹ ——————— ۲۸٫۵ حصّہ

پوٹاسیم بکرومیٹ ——————— ۲٫۹ ״

گندھک ——————— ۸٫۵ ״

سریش ——————— ۵٫۴ ״

لڈ نیٹریٹ ——————— ۲٫۷ ״

شیشہ سفوف شدہ ——————— ۱۰٫۸ ״

نسخۂ پنجم

پوٹاشیم کلوریٹ ——————— ۲۰ حصّہ

گندھک ——————— ۵ ״

پوٹاشیم بکرومیٹ ——————— ۲ ״

سریش ——————— ۲ ״

نسخہ ششم

پوٹاشیم کلوریٹ ——— ۱۴ حصہ
گندہک ——— ۲ „
لیڈنائٹریٹ ——— ۴ „
پوٹاشیم بکرومیٹ ——— ۴ „
گوند ——— ۲٫۵ „

نسخہ ہفتم

پوٹاشیم کلوریٹ ——— ۲۴ حصہ
انٹی منی سلفائیڈ ——— ۲۴ „
پوٹاشیم بکرومیٹ ——— ۱٫۵ „
سریش ——— مقدار مناسب

نسخہ ہشتم

کلوریٹ آف پوٹاش ——— ۱۸ حصہ
کرومیٹ آف پوٹاش ——— ۴ „
بناکزائیڈ آف لیڈ ——— ۹ „
سلفائڈ آف انٹی منی ——— ۵ „
گوند ——— ۵ „
منگنیز ——— ۵ „
فلاور آف سلفر ——— ۲ „

ذیل کے ۳ نسخوں (۹-۱۰-اور ۱۱) میں جو مصالحے لکھے ہوتے ہیں وہ ہر ایک ہموار سطح پر رگڑنے سے روشن ہو جاتے ہیں:-

نسخۂ نہم

کلوریٹ آف پوٹاش	۵۷ حصّہ
بنا کز ایڈ آف لڈ	۳۵ "
آئرن پائرٹیز	۳۵ "
گوند	۱۰ "

نسخۂ دہم

سب سلفو سینا ئیڈ آف لڈ	۳ حصّہ
کلوریٹ آف پوٹاش	۱۰ "
بکرومیٹ آف پوٹاش	۲ "
گوند	۲ "

نسخۂ یازدہم

کلوریٹ آف پوٹاش	۳ حصّہ
بکرومیٹ آف پوٹاش	۲ "
شیشہ	۳ "
گوند یا سریش	۲ "

نسخۂ دوازدہم

پوٹاسیم کلوریٹ	۵ "

بلیک انٹی منی سلفائیڈ ———— ۸ حصہ

اگزیڈائزڈ رڈولڈ ———— ۸ ״

سریش ———— ۱ ״

نسخۂ سیزدھم

پوٹاشیم کلوریٹ ———— ۷،۸ حصہ

لڈ ہائپو سلفائٹ ———— ۲،۶ ״

گم عربک (گوند) ———— ۱،۰ ״

نسخۂ چہاردھم

پوٹاشیم کلوریٹ ———— ۴۵ ״

اسیڈ پوٹاشیم کرومیٹ ———— ۲۲،۵ ״

لڈ پراکزائیڈ ———— ۱۲،۵ ״

پوٹاشیم فروسینائیڈ ———— ۲،۵ ״

انٹی منس سلفائیڈ ———— ۷،۵ ״

رڈولڈ ———— ۱۰ ״

کروکس آف انٹی منی ———— ۱۰ ״

شیشہ ———— ۷،۵ ״

پانی ———— ۲۷،۵ ״

گوند ———— ۷،۵ ״

دیا سلائی کے روشن کرنیکے لئے اس مصالحہ کو ذرا زور سے رگڑنے کی ضرورت

ہوتی ہے لیکن یہہ امر دیاسلائی ہیں اتفاقیہ آگ لگ جانے کے اتفاق کو بہت کم کر دیتا ہے

ویسٹا یا مومی دیاسلائی کا بیان

لکڑی کی ایک سلائی ہیں فاسفورس کا مصالحہ لگانے کے بجائے یہہ مصالحہ ایک پتلی موم بتی ہیں کہ جو ۱۵ یا ۲۰ روئی کے تاگوں کی بنائی جائے اور جس کو پگھلے ہوئے مرکب ہیں کہ جس میں ۲ جزو اسٹیرین کے اور ایک جزو موم یا پرافن کا ہو تر کر لیا گیا ہو لگا دیا جائے۔

موم بتیں جب تک کہ یہہ مکسچر گرم رہتا ہے ایک آہنی طباق کے سوراخ میں سے نکالی جاتی ہیں۔ جس قدر موٹا موم بتی کو رکھنا ہوتا ہے۔ طباق کے اسی قدر بڑے سوراخ میں سے بتی کو نکالا جاتا ہے۔ پھر ان موم بتیوں کو جس قدر لمبا رکھنا منظور ہوتا ہے اسی قدر لمبا ان کو ایک کل کے ذریعہ سے کاٹ لیا جاتا ہے۔ پھر ان کو چوکھٹوں میں باندھا جاتا ہے۔ اس کے بعد فاسفورس کا مصالحہ لگا کر ویسٹا دیاسلائیوں کو بکس میں بند کر دیا جاتا ہے۔

ٹولر نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے کہ جس کے ذریعہ سے ایسی موم بتیں اپنے آپ مسلسل طور سے مطلوبہ دور اور لمبائی کی کٹ بھی جاتی ہیں اور پھر چوکھٹوں میں بند بھی ہو جاتی ہیں اور انکے سروں کو مصالحہ میں خود بخود غوطہ بھی مل جاتا ہے۔

یہہ موم بتیں کل کے آلات کے ذریعہ سے ایک متحرک عمودی آہنی میز کے سوراخوں میں جاتی ہیں۔ اس میز کے ساتھ ملا ہوا کاٹنے والا ایک آلہ ہوتا ہے۔ یہہ آلہ بتیوں کو مناسب لمبائی میں کاٹ دیتا ہے۔ کٹنے کے بعد یہہ بتیں سوراخوں ہی میں لگی رہتی ہیں پھر ایک اور آلہ کے ذریعہ سے ان کے سروں کو مصالحہ میں غوطہ دیا جاتا ہے۔ پھر ان کو

پھر اُن کو ایک دوسری سوراخ دار میز پر تھوڑے عرصہ تک پگھلی ہوئی اسٹرین میں پڑا رہنے دیا جاتا ہے اور پھر اُن کے سروں پر ایسا آتش گیر مصالحہ لگا دیا جاتا ہے کہ جس میں سریش یا گوند تو کم ہوتا ہے اور نیز اگز ڈائزنگ مادہ والی چیزیں زیادہ ہوتی ہیں مثلاً جیسے :-

نسخہ اوّل

فاسفورس ———— ۶ حصہ

گوند ———— ایک حصہ

مہین ریت ———— ۴ "

پانی ———— ۶ "

کلوریٹ آف پوٹاش ———— ۶ "

ورمیلین ———— ۲ء حصہ سے اتک

نسخہ دوم

فاسفورس ———— ۶ حصہ

مہین ریت ———— ۴ "

پانی ———— ۶ "

لڈ پراگز ائڈ ———— ۴ "

سریش ———— ۷ "

پرشین بلیو ———— ۲ء حصہ سے اتک

اِس نسخہ میں پراگزائڈ آف لڈ کی جگہ ایک مکسچر بھی استعمال کر سکتے ہیں جس کے

اجزاء یہہ ہیں۔ رڈولڈ کے ۵،۰ جزو اور اسٹرانگ نٹرک ایسڈ۔

سلفر میچ قسم کی دیا سلائی کی نسبت یہہ دیا سلائیں بہت جلد جل جاتی ہیں۔

آتش گیر مصالحہ

فاسفورس	۱۲ حصہ	
انٹی منی سلفائڈ	۳ ״	
رڈولڈ	۳۵	اکزیڈائزڈ روڈولڈ
نٹرک ایسڈ	۲۱	
گوند	۴ ״	
دریمیلین	۱،۰ ״	

فیوزی میچ کا بیان

سگار وغیرہ کے جلانے کے لئے فیوزی قسم کی دیا سلائیں کاغذ۔یا۔اور دیگر آتش گیر مادّہ سے بنائی جاتی ہیں۔ کاغذ یا آتش گیر مادّہ کو شورہ کے حل میں تر کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر یہہ دیا سلائیں کھلی ہوا میں بخوبی جل سکتی اور روشن رہ سکتی ہیں:-

ان میں آتش گیر مصالحہ حسب ذیل لگایا جاتا ہے:-

فاسفورس	ایک حصہ
کلوریٹ آف پوٹاش	۴ ״
سریش	۴ ״
وہائٹنگ (قلعی)	۲ ״

شیشہ کا نہایت مہین سفوف	۸ حصہ
پانی	۲۲ "

نسخہ دوم

فاسفورس	۶ حصہ
کلوریٹ آف پوٹاش	۱۵ "
ریڈ لیڈ	۴۶۵ "
پانی	۳۶ "
سریش	۹ "

رنگنا

دیا سلائی کے مصالحہ کو یا تو کول ٹار کے رنگ سے نیلا یا کبودی رنگ سے رنگ دیتے ہیں یا سرخ شنگرفی رنگ دے دیتے ہیں فقط

تمام شد

انفرمیشن اون جاپان

اس کتاب کے شروع میں مفصل ہدایات متعلق سفر۔ اخراجات۔ رہائش۔ طریقہ تعلیم۔ کارخانہ جات وغیرہ درج ہیں۔ اس کے بعد جاپانی صرف ونحو ہو مبتدی بغیر امداد استاد جاپانی زبان چھ ماہ کے عرصے میں سیکھ سکتا ہے۔ اُنکے لئے جو جاپان بغرض حصول ٹکنیکل تعلیم جانا چاہیں نہایت ضروری ہے۔

قیمت عمر

ضروری التماس

ارادہ ہے کہ ہر دو ماہ میں کسی نہ کسی مفید صنعت پر کتاب لکھا کروں۔ جو صاحب مستقل خریدار رہنا چاہیں اُن کے لئے ہم نے ایک علیحدہ رجسٹر کھولا ہے کتاب شایع ہونے پر اُنکی خدمت میں روانہ کیجایا کریگی +

ایس ایم شفیع

جسکو

باجازت اڈیٹر "زمانہ" بطور ٹریکٹ پنڈت رام نرائن مشر

نے

سلیمانی پریس واقع محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

مین چھپوا کر شائع کیا

۱۹۰۵ء

فہرست کتب موجودہ سلیمانی پریس واقع محلہ گائگھاٹ شہر بنارس

شادی خانہ آبادی اس کتاب مین دکھلایا گیا ہے کہ شادی کرنا ضروری ہے اور کس طرح کے لڑ[illegible] سے شادی کرنا چاہیے اور بعد شادی کے آپس مین کس طرح کا برتاؤ رکھنا [illegible] چاہیے اور کم سنی کی شادی اور بڑے پن کے بیاہ کا خاکہ دلچسپ پیرایہ مین درج ہے۔ قیمت ۱ر

تعصب اس رسالہ مین قومی یا تعصب مذ[illegible] تعصب کے باعث ہندو[illegible] [illegible]ہی کے نقصانات کے بارہ مین علماء یورپ کے اقوال اور [illegible] ہے اور درن کے معنی ہین جو نفاق پیدا ہو گیا ہے اوسکا علاج اور عید [illegible] مین انگریزون اور ہن[illegible] عادلانہ بیان ہے۔ قیمت ۱ر

دوستی۔ اس [illegible] مین دکھلایا گیا ہے کہ کیسے آدمیون سے دوستی کرنا چاہیے اور کسطرح اوسکو نباہنا چاہیے قیمت ۱ر

خانہ داری اسکے انتظام کو لوازم زندگی قرار دیکر وہ باتین بتائی ہین جیسے آرام و آسائش اور خدا پرستی کیساتھ زندگی بسر ہو قیمت ۱ر

راستی اسمین راستی کو دنیا و عاقبت کی بہبود و فلاح کی پونجی اور کذب کو خسرۃ الدنیا والآخرۃ کی کنجی ثابت کی ہے۔ قیمت ۱ر

انیس خلوت اس اسم بامسمی رسالہ مین بیوی کی وقعت اور اوسکے ساتھ حسنِ سلوک و خوبی برتاؤ کے طریقے مدلل بیان کئے گئے ہین۔ قیمت ۱ر

نوکری اور اوسکا فرض بڑے ہی تجربے اور واقفیت سے ہر ادنے و اعلے نوکری پیشہ کے فائدہ و نفع کے لئے لکھا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

وقت اور محنت اس کتاب مین وقت کی قدر اور محنت کا طریقہ پوری طور سے دکھلایا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

رسالہ طاعون اس رسالہ مین طاعون کے پیدا ہونے کے اسباب۔ کس طرح سے طاعون کے مریض سے برتاؤ کرنا چاہیے اور اوسکا علاج وغیرہ مشرح درج ہے۔ کتاب ۵ باب مین تقسیم ہے۔ قیمت ۲ر

مقدمہ بازی یہ چھوٹا سا رسالہ اسبات کو دکھلاتا ہے کہ مقدمہ بازی سے کیا کیا نقصان ہوتے ہین اور یہ لت کیسے پڑتی ہے۔ قیمت ۱ر

گفتگو۔ اس رسالہ مین دکھلایا گیا ہے کہ ہر درجہ والے سے کیسے گفتگو کرنی چاہیے ۲۸ باب مین اسکو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ قابل پسند ہر خاص و عام ہے۔ قیمت ۲ر

معلم۔ اس مین لڑکون کو علم ادب سکھلایا ہے اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا وغیرہ کے قواعد درج ہین اسکے سوا عام باتین بھی ہین قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ۔ پیارے لال بھارگو منیجر سلیمانی پریس۔ محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

قیود ذات



ہندؤن کی موجودہ طرز معاشرت کی بنیاد "ذات" کی تفریق ہے۔ دنیا کے کسی [...]ہالی ہی نہین۔
اور قوم نے ذات کی تفریق کو اس اصول پر قبول نہین کیا۔ [...] تھا۔ مگر رفتہ رفتہ برہمنون کا
ادنے طبقون کی تفریق تمام شایستہ اور وحشی اقوام مین م[...] مین ہونیکی وجہ
یورپ کے لوگ ایشیا اور افریقہ کے باشندون کو جس نفرت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین وہ محتاج بیان نہین ہے۔ یورپ کے ممالک مین بھی اعلے طبقے کے
لوگ ادنے درجے کے لوگون سے ایک حد تک اپنے تئین علحدہ رکھتے ہین
گو یہ تفریق وہان روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور جیون جیون عوام کا حصہ نظام
سلطنت مین زیادہ ہوتا جاتا ہے تیون تیون وہ امرا کی ہمسری کا دعوے کرتے
ہین۔ مگر یورپ اور ہندوستان کی تفریق مین کئی فرق ہین۔ یورپ مین کھانے پینے
کے قیود کا نام و نشان بھی نہین ہے۔ شادی بیاہ کے معاملہ مین اتنا ضرور ہے
کہ اگر کسی امیر کا لڑکا کسی مزدور کی لڑکی سے شادی کر لیوے تو امرا کا گروہ اوسکو نظر
حقارت سے دیکھے گا۔ مگر مزدورون کا گروہ اپنے ہم پیشہ کو ذلیل نہین سمجھے گا۔
یورپ مین ادنے سے ادنے مزدور کو بھی محنت اور قابلیت کے بدولت اعلی
سے اعلی درجہ حاصل ہونا ممکن ہے مگر ہندوستان مین کوئی شودر کیسی ہی محنت
کیون نہ کرے اور کیسا ہی قابل کیون نہو ویش یا چھتری یا برہمن نہین بن سکتا۔
پرانے زمانے مین روم Rome اور ایران مین جو ذات کی تفریق رائج تھی
وہ کچھ ہندوؤن کے طریقے سے ملتی جلتی تھی۔ مگر روم مین پولیٹکل ضروریات نے
بہت جلد اسکا خاتمہ کر دیا اور ایران مین زرتشت نے آتش پرستی رائج کرکے اسکو
خاک مین ملا دیا۔

ذات کی تفریق کی بنا اصل مین قوم کی تفریق پر ہے جس طرح آج امریکہ کے فرنگی
باشندے حبشی غلامون کی اولاد کو ذلیل سمجھتے ہین اور ان سے شادی بیاہ کرنا
معیوب جانتے ہین اسی طرح آریہ بھی غیر آریہ قومون کو ذلیل سمجھتے تھے۔ وید
مین سیکڑون جگہہ اس حقارت کا اظہار کیا گیا ہے اور ویدک دیوتاؤن سے
غیر آریون کو نیست و نابود کر دینے کی دعا مانگی گئی ہے جب آریہ ہندوستان مین
آباد ہوئے تو اونھون نے اپنے تئین اس ملک کے وحشی باشندون سے علحدہ
رکھا۔ ذات کے لیے سنسکرت لفظ جو وید مین استعمال کیا گیا ہے وہ "ورن"
ہے اور ورن کے معنی ہین ... والانہ بہ بیان رنگ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے آج
انگریزون اور ہن[illegible] ہندوستانیون مین گورے کالے کی تفریق کی جاتی ہے اسی طرح
آریہ اور غیر آریہ قومون مین بھی کی جاتی تھی۔ ہوتے ہوتے آریون کے گروہ مین بھی
اختلاف شروع ہوا۔ تہذیب کی ترقی کے ساتھ جیون جیون مذہبی فرائض پیچیدہ
ہوتے گئے۔ تیون تیون ہر شخص کیواسطے انکا بطور خود ادا کرنا مشکل ہوتا گیا۔
جن لوگون نے اپنے تئین اس خاص کام کے لیے وقف کر دیا وہ برہمن کہلائے اور
جنھون نے ملک گیری کا شوق کیا وہ چھتری کے نام سے نامزد ہوئے۔ عوام کے لیے
ویش کا لفظ مروج ہوا۔ اس طرح چار ذاتین قائم ہوئین مگر یہ امر ضرور قابل غور ہے
کہ پہلے پہلے قواعد ذات کی پابندی سختی کے ساتھ نہین کی جاتی تھی۔ گو مذہبی
امور کا طے کرنا برہمنون کے سپرد تھا مگر چھتریون نے مذہبی تعلیم و تربیت کو
چھوڑ نہین دیا تھا۔ جہان برہمہ رشی ہوتے تھے۔ وہان راج رشی ہوتے تھے
اور گو دنیا کے اور مذہبی پیشواؤن کی طرح برہمنون نے بھی شروع سے اپنے تئین
اور گروہون سے افضل قرار دینے کی کوشش کی مگر ان کو یہ درجہ آسانی سے حاصل
نہین ہوا۔ بشسٹ اور بسوامتر کا قصہ اور پرسرام کی داستان اگر کوئی معنی رکھتی ہے
تو اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ چھتری ایک عرصہ تک برہمنون کی ہمسری
کا دعوے کرتے تھے۔ چھتری راجہ بھی مذہبی علوم سے اکثر ویسے ہی ماہر ہوتے
تھے جیسے کہ برہمن علما۔ اور بعض تو ایسے ہوتے تھے کہ انکے سامنے برہمنون کو
بھی زانوے ادب تہ کرنا پڑتا تھا۔ مگر باوجود اس ساری کوشش کے آخر برہمنون

ہی کی فتح ہوئی اور چھتریوں کو ہندوؤں کے سوشل نظام میں دوسرا درجہ قبول کرنا پڑا۔ گو اسکے بعد بھی اِن مختلف ذاتوں میں آپس میں ایک عرصہ تک شادی بیاہ اور کھانا پینا جاری رہا۔ ہان یہ البتہ تھا کہ اگر برہمن کسی چھتری دیش یا شودر عورت سے شادی کرتا تو اسکی اولاد کا رتبہ برہمن بیوی کی اولاد سے کمتر ہوتا تھا اور گو اعلیٰ اقوام کو ادنےٰ اقوام سے شادی کرنے کی اجازت تھی مگر ادنےٰ اقوام کو اعلیٰ اقوام کی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا جائز نہ تھا۔ کھانے پینے کی قیود بھی کچھ بہت سخت نہ تھیں۔ اور تینوں آریہ ذاتیں آپس میں بے تکلف کھاتی پیتی تھیں اور اکثر اوقات شودروں کے ہاتھ کا کھانا بھی جائز سمجھا جاتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ برہمنوں کا وقار عوام کی نگاہوں میں بڑھتا گیا۔ کیونکہ یہ لوگ مذہبی علوم کے امین ہونیکی وجہ سے مقرب بارگاہ الٰہی سمجھے جاتے تھے۔ بہشت اور دوزخ کی کنجی انھیں کے ہاتھ میں تھی کوئی مذہبی رسم برہمن کی موجودگی کے بغیر ادا نہ ہوسکتی تھی۔ برہمنوں کی عزت کرنا اُن کو دان پن سے مالامال کرنا اُن کی صحبت سے برکت حاصل کرنا نجات ابدی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اِن باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ برہمنوں کا تکبر اور غرور روز بروز بڑھتا گیا وہ اپنے تئیں خدا کے خاص بندوں میں شمار کرنے لگے اور عوام کو ذلت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ برہمنوں کا گروہ ہندوؤں کے اور فرقوں سے جدا ہو کر ایک چھوٹی سی ذات میں محدود ہوگیا اور انھوں نے دوسری اقوام کے ساتھ کھانا پینا شادی بیاہ قطعی ترک کردیا۔ چونکہ برہمن ہندوؤں کے پیشوا سمجھے جاتے تھے دوسری ذاتوں نے بھی اِس معاملہ میں انھیں کی تقلید کی اور اِس طرح ہر ذات دوسری ذاتوں سے الگ ہو کر ایک تنگ دائرہ میں محدود ہوگئی۔

میں نے اوپر یہ بیان کیا ہے کہ برہمن اور چھتریوں کے دو فرقے الگ قائم ہوگئے تھے۔ اور عوام ویش کہلاتے تھے۔ ویشیوں میں مختلف وجوہات سے مختلف فرقے قائم ہونے لگے اور اِن فرقوں میں سے ہر ایک نے علحدہ علحدہ ذاتوں کی شکل اختیار کی۔ آج ہندوؤں میں تین ہزار سے زیادہ ذاتیں ہیں۔ چار ذاتوں سے تین ہزار ذاتوں کے قائم ہونے کے مختلف اسباب ہیں جنکا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا سب سے پہلی تفریق جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں قومی تھی۔ بعد ازاں ویشیوں

اور شودرون مین مختلف پیشہ والون نے مختلف ذاتون کی شکل اختیار کی۔ لوہار
سنار۔ تیلی۔ وغیرہ۔ ذاتین انھین پیشون پر مبنی ہین۔ علاوہ برین مقامی اختلافات
نے ایک ہی ذات کے لوگون مین تفریق پیدا کر دی برہمنون کی تفریق کا سبب اکثر
یہی ہوا۔ برہمنون کی ذاتون کے نام گجراتی۔ قنوجی۔ ڈڑاوڑی۔ کشمیری۔ میرے
اس بیان کے کافی ثبوت ہین۔ بھاٹیا ذات کے لوگ بمبئی مین بھی رہتے ہین۔
اور ہردوار کے قریب بھی۔ لیکن بمبئی والے ہردوار سے دور ہونے کی وجہ
سے اپنے بھائیون کو ایسا بھول گئے کہ ابھی حال مین جب بمبئی کے چند بھاٹیون
نے ہردوار مین شادیان کین۔ تو بمبئی والون نے اِن کو ذات سے خارج کر دیا
سفر کے مشکلات اور تکالیف نے اِن مقامی اختلافات کو اور بھی بڑھا دیا تھا۔
اگر کسی وجہ سے کسی ذات یا فرقے کا ایک گروہ اپنے وطن سے دور نکل جاتا تھا
تو آمد و رفت بند ہو جانے کی وجہ سے دو ہی ایک نسلون کے بعد وہ اپنے وطن
کو بھول جاتا تھا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ مذہبی عقائد کے اختلافات کیوجہ سے
مختلف ذاتین قائم ہو جاتی تھین۔ غرضکہ یہ سب اسباب ایسے تھے جنھون نے
ہندوستان مین ذات کی تفریق کو دن دونی رات چوگنی ترقی دی۔ ذات کے
قواعد کی پابندی کھانے پینے اور شادی بیاہ کے معاملات مین نہایت سختی کیساتھ
کی جاتی ہے دنیا کے اور کسی حصہ مین آپ کھانے پینے کی تفریق نہین پاوینگے۔ ہر جگہ
کھانے پکانے کے واسطے ادنےٰ درجہ کے ملازم رکھے جاتے ہین مگر ہندوؤن
مین باورچی خانہ کا انتظام برہمنون کے سپرد رہتا ہے جو اپنے تئین سب سے اعلیٰ
بتلاتے ہین۔ شادی بیاہ کے معاملہ مین بھی ایسی ہی سختی سے کام لیا جاتا ہے
جسکا نتیجہ یہ ہے کہ بعض بعض فرقون مین لڑکیون کا اور بعضون مین لڑکون کا ملنا دشوار
ہو گیا ہے لڑکی والے کو ہزارون روپیہ دیکر بھی اچھا لڑکا نہین ملتا۔ بنگال مین پہلے
کلینون کی سو سو دو دو سو شادیان ہوتی تھین اور اب بھی بی اے۔ ایم اے
نوجوان کیلئے خزانے دو دو تین تین ہزار روپیہ کو بازار ازدواج مین بکے جاتے
ہین۔ چمارون کو بھی اپنی ذات کا اتنا ہی غرور ہے جیسا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ برہمن
کو اگر کوئی چمار اپنی لڑکی کسی برہمن کو بیاہ دے تو وہ یقیناً ذات سے خارج کر دیا

جائے گا۔

یہ نظام معاشرت ہمارے اوپر جیسی کچھ تباہی لایا وہ محتاج بیان نہین۔ شودرون کو جو تعداد مین اور تینون ذاتون سے زیادہ تھے ہمیشہ کے لئے غلامی کا طوق پہنا دیا گیا۔ آپ خیال کر سکتے ہین کہ جس ملک مین قوم کا اتنا بڑا گروہ نسلاً بعد نسلاً غلامی کی حالت مین رکھا جائے گا اس قوم کی پولیٹکل حالت کیا ہوگی۔ برہمنون کا دباؤ دوسری ذاتون پر بے انتہا تھا اور ہے اور لائق سے لائق چھتری یا ویش قدرتی طور سے اپنے تئین نالائق سے نالائق برہمن سے کم رتبہ سمجھتا ہے اگرہم مان بھی لیوین کہ ایک زمانہ مین برہمن صرف علوم مذہبی تعلیم مین مصروف رہتے تھے دگو اس بات کا یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ جس گروہ کی تعداد لاکھون تک پہونچ گئی ہو اس کی افراد اور کوئی کام نہ کرتے ہون اور صرف مذہبی فرائض کی ادائی اور مذہبی تعلیم کا حاصل کرنا اور دینا ہی اُنکے لئے کافی ہوتا ہو تو آج ہمکو اس نظام معاشرت کے قائم رکھنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی جو ایک بالکل مختلف قومی ضرورت کو پورا کرنے کیواسطے وجود مین آیا تھا۔ دنیا مین کونسا پیشہ ہے جو آج برہمن نہین کرتے اور کونسا جرم ایسا ہے جسکے وہ مرتکب نہین ہوتے لیکن برہمن کا وقار چاہے وہ باورچی ہی کیون نہو آج بھی عوام کی نظرون مین ویسا ہی ہے اور وہ اپنے تئین چاہے وہ جیل خانہ ہی مین اپنی زندگی کے دن کیون نہ کاٹ رہا ہو ساری خدائی سے افضل سمجھتا ہے۔ ان خیالات نے ایکطرف تو عوام کو طوق غلامی پہنایا اور دوسری طرف برہمنون کو بیجا خوشامد اور مفت خوری کی عادت ڈلوا کر قوم کے ایک بڑے گروہ کو دنیا کے عملی کامون سے بالکل بیکار کر دیا۔

قیود ذات کے نقصانات کی ایک بین مثال سفر ولایت کی مخالفت ہے۔ اس مسئلہ کے حل کرنے مین جو جو دقتین مختلف ہندو ذاتون کو پیش آئی ہین وہ ناظرین "زمانہ" سے مخفی نہین ہین اور جیسا ابھی تک اس مسئلہ کا تصفیہ خاطر خواہ نہین ہوا ہے۔ ڈاکٹر گنیش پرشاد صاحب کی واپسی پر ان کی برادری مین جو شور و غوغا مچا اور جس بیہودہ طور سے بہار کے تعلیم یافتہ فرقہ کے ایک گروہ نے ان کی مخالفت کی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے جب ہندوستان کے

نوجوان بلا روک ٹوک یورپ جاکر اپنے دماغون کو نور مغربی سے منور کر سکین گے۔
جن لوگون نے جاپان کی پچھلی چالیس سال کی تاریخ کو غور سے پڑھا ہے اُن کو یہ
معلوم ہے کہ اِس ملک کی ترقی کا سبب ہے قومی ذریعہ نوجوانون کا وہ گروہ تھا
جس نے مختلف علوم و فنون کی تعلیم یورپ و امریکہ مین جاکر حاصل کی تھی جاپان کی
سلطنت نے اس امر کو بخوبی سمجھ لیا تھا کہ زمانہ موجودہ مین کسی قسم کی ترقی بغیر یورپ کی
مدد کے نہین ہوسکتی۔ اونھون نے چین کی تقلید کرکے تمام دنیا سے علحدگی نہین اختیار
کی بلکہ ہر سال چند چیدہ نوجوانون کو مغربی ممالک مین بھیجنا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ
اپنے ملک مین بھی مختلف مدارس اور اسکول قائم کئے۔ پہلے پہل تو مجبوراً ان درسگاہون
مین فرنگی مدرس رکھنے پڑے اور بعض بعض انتظامی صیغون مین یورپین مشیرون
کو شریک کرنا پڑا مگر جب جاپانی طلبا تعلیم کی تکمیل کرکے یورپ اور امریکہ سے آنے لگے
تو فرنگی ملازمین کو سلطنت جاپان نے آہستہ آہستہ الگ کردیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب
تمام کالج اسکول اور انتظامی صیغے باشندگان ملک ہی کے زیر انتظام ہین۔
ہندوستان کا حال اُسکے بالکل برعکس ہے صرف ہندوستان کے اس حصہ مین ہی فرنگی
ملازمین کی کثرت نہین ہے جو براہ راست وائسرائے ہند کا ماتحت ہے۔ بلکہ
ہندوستانی ریاستون مین بھی انگریزی ملازمون کی تعداد روز بروز بڑھتی
جاتی تھی۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے مباحثہ کے لئے الگ ایک دفتر چاہئے مگر اسمین
کلام نہین کہ بسا اوقات یورپین ملازمین مجبوراً اس لئے رکھنے پڑتے ہین کہ کسی خاص
کام کے کرنے والے اور کسی خاص علم یا فن کے ماہر ہندوستانی نہین ملتے۔ مگر سفر
ولایت صرف علوم و فنون کی تعلیم ہی کی غرض سے ضروری نہین ہے۔ یورپ
اس وقت تعلیم و تہذیب کا سرچشمہ ہے۔ وہان جانا اور وہان کچھ عرصہ تک قیام
کرکے وہان کے حالات کا بغور مشاہدہ کرنا بجائے خود تربیت ہے۔ اگر ہندوستان
کی تاریخ سے ہمکو کوئی سبق حاصل ہے وہ یہ کہ کوئی قوم اپنے تئین اور قومون سے علحدہ
نہین رکھ سکتی۔ اگر آپ اوردون سے گریز کرینگے تو یہ امر دوسرون کو آپکے یہان آنے سے
نہین روکے گا اور پھر نتیجہ وہی ہوگا جو آج سے ہزار برس بیشتر ہندوستان مین ہوا تھا
یا جو آج تبت مین ہو رہا ہے اور جو کچھ دن بعد چین مین ہونے والا ہے۔

مگر میرے خیال مین سب سے بڑا نقصان جو تفریق ذات سے اس ملک کو
پہونچا وہ قومیت کے خیال کا نہ پیدا ہونا ہے۔ یورپ کی انیسوین صدی کی تاریخ
اس پولیٹیکل قوت کی تاریخ ہے۔ فرانس۔ جرمنی۔ ہنگری۔ آئرلینڈ۔ اٹلی۔ صوبجات
بلقان نے جو کچھ پچھلے سو برس مین حاصل کیا ہے وہ اسی قوت کی بدولت حاصل کیا۔
یورپ کا کوئی ملک ایسا نہین ہے جہان کے لوگ اس خیال اور اس اصول کے
گرویدہ نہون یہ صحیح ہے کہ یہ خیال وہان ایک دن مین نہین پیدا ہوا۔ قیود ذات
تو تاریخی زمانہ مین وہان کہین رائج نہ تھے۔ مگر مذہبی جھگڑون نے ایک وقت مین
یورپ کے بعض اقوام مین تفریق پیدا کر دی تھی۔ مگر پولیٹیکل اثر کچھ شروع ہی سے
یورپ کے بعض اقوام پر ایسا غالب رہا ہے کہ آخرکار اس نے ان مذہبی جھگڑون
کا قطعی خاتمہ کر دیا۔ انگلستان کے باشندے خواہ وہ پراٹسٹنٹ ہون یا کیتھلک
اپنے ملک سے ایک سی محبت رکھتے ہین۔ فرانس باوجود کیتھلک ہونے کے پوپ
کی دست اندازی کو مذہبی معاملات مین کبھی گوارا نہین کرتا ہے کیتھلک مذہب کا
مرکز ایک زمانہ مین اٹلی مین تھا اور اب بھی پوپ کا قیام اٹلی کی دارالسلطنت
روم مین ہے۔ اٹلی کے باشندے عام طور سے کیتھلک ہین مگر قومیت کا رنگ
اُن پر ایسا چوکھا چڑھا ہے کہ باوجود کیتھلک ہونے کے وہ اس بات کے روادار
نہین ہین کہ پوپ اُنکے ملکی معاملات مین ذرا سا بھی دخل دین ہندوستان مین یہ
خیال پیدا ہی نہین ہونے پایا حب الوطنی تو یہان تھی مگر بہت ہی محدود۔
حب الوطنی کے معنی یہان اپنے مکانون یا شہر کی محبت ہے۔ اگر کوئی شخص خیرات
کرتا ہے تو وہ اسکو اپنی ذات یا برادری تک محدود رکھتا ہے دوسری ذات
کے لوگون کو ہندو اتنا ہی اجنبی سمجھتے ہین جتنا کہ غیر ممالک کے لوگون کو جن
تین ہزار ذاتون مین ہندو منقسم ہین۔ اُن کو ایک دوسرے سے کچھ بھی
سوشل تعلقات نہین ہین۔ ایسی تفریق نے ہندوؤن مین پولیٹیکل خیالات نہین
پیدا ہونے دیئے یا یون کہو کہ پولیٹیکل خیالات کی عدم موجودگی نے اس تفریق
کو اور ترقی دی جو زمانہ کہ ہندوؤن کے عروج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے اور جسکی تعریف
کے راگ آجکل ہر طرف گائے جاتے ہین اور جسکی اندھا دھند مدح سرائی

بہت سے خام خیالون کے نزدیک حب الوطنی کا معیار سمجھی جاتی ہے۔ اُس زمانہ مین بھی روحانی اور علمی ترقی چاہے جتنی ہوئی ہو مگر پولیٹکل خیالات کا کہین نام ونشان بھی نہ تھا۔ ملک مین شخصی سلطنت کا طریقہ رائج تھا رعایا کے سب سے بڑے گروہ کی گردن مین غلامی کا طوق پڑا تھا۔ اِنکے نہ کچھ حقوق تھے اور نہ فرائض۔ اونچی ذات کے لوگون کو بھی سلطنت کے پولیٹکل امور سے کوئی تعلق نہ تھا راجہ اور اُسکے مشیر جو چاہتے وہ کرتے۔ رعایا کی جان اور مال مین اِن کو پورا پورا اختیار حاصل تھا کوئی قانون اور کوئی قاعدہ راجہ کے اختیارات کو محدود نہین کرسکتا تھا۔ اصل تو یون ہے کہ ہندؤن نے کبھی اسبات کو محسوس ہی نہین کیا کہ ملک کی سلطنت مین رعایا کا بھی کچھ حصّہ ہوسکتا ہے یا رعایا حاکم وقت سے کسی معاملہ سلطنت کے متعلق جواب طلب کرسکتی ہے۔ اِس قسم کے خیالات اُس وقت پیدا ہوسکتے ہین جب پہلے قومیت کا خیال پیدا ہو لیا ہو جب پہلے کسی ملک کے لوگ اپنے تئین ایک قوم سمجھ لیتے ہین تب اُن مین پولیٹکل امور کے متعلق متفقہ کوشش کرنے کی قابلیت آتی ہے۔ ذات کی تفریق نے قومیت کے خیال کو پیدا ہی نہونے دیا۔ پولیٹکل قابلیت آتی تو کہان سے آتی ظاہر ہے کہ جس قوم مین حب الوطنی اور قومیت کا جوش نہ پیدا ہوگا اور جسکے افراد کے سر مین پولیٹکل آزادی کا سودا نہ سمایا ہوگا وہ عقبےٰ کے لئے تو چاہے جو کچھ توشہ مہیا کرے مگر دنیا مین تو بحیثیت قوم کے زندہ نہین رہ سکتی۔ ہندؤن کی گذشتہ تاریخ میرے اِس بیان کی تائید زبان حال سے پکار پکار کے کر رہی ہے۔

یہ سب کچھ سہی مگر جن کی آنکھون پر جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے جن کی کائنات اُنکے کانون کے قصبہ کے رقبہ مین محدود ہے جو صرف چند رسوم مقررہ کی تقلید کو اپنی دینی اور دنیوی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہین۔ اُنکو یہ سب باتین کس طرح سمجھائی جائین اور سمجھائے تو کون سمجھائے۔ تعلیم یافتہ گروہ جنکے ساتھ ہندوستان کی ترقی کی ساری امیدین وابستہ ہین کچھ عجب کشمکش کی حالت مین ہے۔ انگریزی تعلیم کے رائج ہونے کے بعد ایک زمانہ تک تو نئے خیالات کا وہ زور رہا کہ الامان۔ ہندوستان کی ہر شے بلا وجہ وسبب نفرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی اور ولایت

کی ہر شے قابل قدر خیال کی جاتی تھی - انگریزون کی تقلید کو بڑے بڑے آدمی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے - رسم و رواج دیرینہ کی مذمت فیشن مین داخل تھی مگر چونکہ اب کچھ خیالات نے ایسا پلٹا کھایا ہے کہ جو مبالغہ پہلے مخالفت مین کیا جاتا تھا وہی اب انھین باتون کی تائید مین کیا جاتا ہے - ہر پُرانے رسم و رواج کے پردہ مین ہمارے نوجوانون کو بیش قیمت روحانی اصولون کی بشارت ہوتی ہے اور سارے پُرانے توہمات مین سائینٹفک معنی پہنائے جاتے ہین - ذات کا اصول بھی اسی حماقت کے گرداب مین پھنسا ہوا ہے مسز بیسنٹ صاحبہ کی رائے مین ہندوستان ایک قسم کا روحانی گودام ہے یہان روحین پیدا ہوتی ہین اور کچھ عرصہ تک یہان رہنے کے بعد مختلف ممالک مین بھیجی جاتی ہین اور وہان سے کچھ عرصہ بعد وہ اس ملک مین واپس آتی ہین آپ فرماتی ہین کہ چار فرقون کی تقسیم چار روحانی مدارج پر مبنی ہے جیسے جیسے روح ترقی کرتی ہے وہ وہ اعلیٰ ذاتون مین جنم پاتی ہے - مگر جب بعد ادب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آجکل اعلیٰ ذات والون کے افعال واقعی آپکے اس بیان کی تائید کرتے ہین تو اس کا جواب صرف یہ ملتا ہے کہ اگلے زمانہ مین روحانی طبقے مین یہی اصول رائج تھا مگر اب وہان کچھ گڑ بڑ ہو گیا ہے اور اسکی وجہ سے نظام مروجہ مین کچھ خلل آگیا ہے - جب پھر سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گڑ بڑ عالم ارواح مین کسوجہہ سے پیدا ہوا اور جب وہین کا نظام بگڑا ہوا ہے تو اس کی اصولون کی پابندی اس کرہ خاک پر کس طرح ہو سکتی ہے تو اسکا کوئی معقول جواب نہین دیا جاتا - مسز بیسنٹ صاحبہ نے ہندوستانیون کے لئے جو کچھ کیا ہے اور جو کچھ وہ کر رہی ہین اسکا مجھکو اعتراف ہے مگر ساتھ ہی ساتھ مجھکو یہ کہنا پڑتا ہے کہ انھون نے اجنبی ہونیکی وجہ سے ہندوؤن کی اصلی حالت کو نہین سمجھا اور تعلیم یافتہ گروہ مین خودستائی بیجا ملکی غرور - اور حب الوطنی کا جھوٹا جوش پیدا کرکے ہم کو ایک بہت بڑا اخلاقی نقصان پہونچایا وہ رسوم قبیحہ جنکا رواج نئی روشنی کے اثر سے کچھ کچھ کم ہو چلا تھا اب از سر نو تازہ کئے جا رہے ہین اور جن نقصان رسان اصولون کی جڑ کو انگریزی تعلیم نے ہلا دیا تھا ان کی سرسبزی اور شادابی کی پھر کوشش کیجا رہی ہے ایسے آدمی معدودے چند ہونگے جو اس انقلاب سے موثر نہوئے ہون اور جو ابھی تک

استقلال کے ساتھ "عقلی" اصولون کی پابندی پر قائم ہون مگر ان اصحاب کی تعداد جو کچھ ہو ملک کی موجودہ حالت مین ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اصولون کی اشاعت مین انتہائی جدوجہد کرین کیونکہ ان کو اس وقت صرف جہلا ہی سے نہین بلکہ ایک ایسے گروہ سے مقابلہ کرنا ہے جو اپنے تئین تعلیم یافتہ کہتا ہے اور علاوہ دنیاوی ترقی کے روحانی ترقی کا بھی مدعی ہے۔ ذات کے قیود اور کھانے پینے کے بے معنی قواعد اسوقت ہمارے لئے زہر کا کام کر رہے ہین۔ ان پابندیون نے ہمارے قومی اور ملکی ترقی کے راستے مین سیکڑون رکاوٹین پیدا کر دی ہین ہندوستان اسوقت تک کوئی ترقی نہین کریگا جب تک کہ اسکے باشندون کو بلا روک ٹوک دوسرے ممالک سے تعلیمی اور تجارتی فوائد حاصل کرنے کی اجازت نہوگی اور بجائے نفاق اور تفریق کے قومیت کا اعلےٰ اور مبارک خیال نہ پیدا ہوگا اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب ذات کا خیال اور ذات کے قیود قطعی طور سے نیست و نابود کر دئے جادین۔

منوہر لال زتشی

تندرستی کا بیمہ یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

قیمت فی شیشی [illegible] — محصول ڈاک [illegible]

قیمت فی بوتل بڑی [illegible] — محصول ڈاک [illegible]

جسکو کہ مشہور و معروف ڈاکٹر و کیمیکل اکزامینر جناب مسٹر ولیم رس ڈن کریپر صاحب

یف۔سی۔یس۔یف۔آئی۔یس ممبر سائنس رائل سکول لندن نے جانچ کیا اور

مفید پاکر سرٹیفکٹ عطا فرمایا

یہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جو کہ معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتے ہین مثلاً کمی اشتہا بھوک کا نہ لگنا قبض۔ بدن کا سست ہونا پیٹ کا درد۔ نفخ۔ قراقر۔ کھٹی یا جلی ڈکارون کا آنا ہاضمہ کیوقت بدن کا گرم ہوجانا۔ اسہال۔ ہیضہ۔ بواسیر۔ ریاح کا درد۔ ورد سر۔ درد کمر۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصر۔ تخمہ۔ بدہضمی (یہ سب بیماریان معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتی ہین) تیر بہدف کام دیتا ہے چونکہ اس نمک سلیمانی کے استعمال سے معدہ کے تمام فضلات تحلیل ہوجاتے ہین اسوجہ سے گٹھیا کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے اور ہیضہ و طاعون کے دنون مین تو اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے اس نمک سلیمانی کے استعمال سے دمہ اور امتلائی کھانسی جو کہ غذا کے اچھی طرح ہضم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر پیدا ہوجاتی ہے بہت جلد چھوٹ جاتی ہے اگر یہ نمک سلیمانی روزمرہ تندرستی کی حالت مین استعمال کیا جاوے تو معدے کی تمام خرابیون کو دور کرکے اُس کی قدرتی قوت اور گرمی کا محافظ رہتا ہے جسکی وجہ سے بھوک بڑھتی ہے اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اور خون کی خرابی سے جو مرض مثل داد سعفان اور کھجلی وغیرہ کے پیدا ہوجاتے ہین اُنکو جڑ سے کھو دیتا ہے۔

اگر پوری ہدایتون اور پرہیز کیساتھ حالت تندرستی مین یہ نمک سلیمانی استعمال کیا جائے تو معمول سے زائد صاف اور نیا خون پیدا ہوسکتا ہے

اگر آپ اسکی آزمائش کرنا چاہتے ہین تو قبل اسکے کہ آپ نمک سلیمانی کا استعمال شروع کرین اپنے جسم کو وزن کرلیجئے اور بعد

پوری بوتل ختم ہو جائے اُسوقت پھر اپنے جسم کو وزن کیجئے تو پہلے سے آپکا وزن زائد ہوگا۔ آجکل کے نوجوان کمزوری اور سستی کیحالت مین اکثر کشتون یا محرک دواؤن کے استعمال سے اپنے تئین طاقتور بنانا چاہتے ہین۔ ایسی چیزون کے استعمال سے اُنکی باقی ماندہ قوت بھی بہت جلد خرچ ہوکر زائل ہو جاتی ہے کیونکہ جب تک اُنکا معدہ صحیح طور سے کام نہ کریگا اور غذا اچھی طرح سے ہضم ہوکر جزو بدن نہ ہوگی کسی قسم کی قوت انسان کی بدن مین پیدا نہین ہو سکتی۔ اور اگر کسی وجہ سے عارضی طور پر قوت پیدا بھی ہوئی تو قائم نہین رہ سکتی۔ اس لئے اپنے نوجوانون سے جو کہ چھپا کر اپنی پوشیدہ کمزوریون کا علاج کرتے ہین درخواست ہے کہ امتحاناً ایک شیشی نمک سلیمانی کا استعمال کرین ان کی مرضی کے موافق فائدہ ہو تو استعمال جاری رکھین ہمکو امید ہے کہ اسکے استعمال کے بعد اُنکو کسی دوسری دوا کے استعمال کی ضرورت ہی نہوگی اور اُن کی مطلب براری پورے طور سے ہو جائیگی۔

قیمت فی شیشی ایکروپیہ + قیمت فی بوتل پانچروپیہ (ایک بوتل مین قریب سات شیشی نمک سلیمانی رہتا ہے)۔

عرق بخار قیمت فی شیشی ۸؍

اس عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار خواہ نیا ہو یا پرانا جاڑے کا ہو یا معمولی بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے۔ بخاری جو تہیا ملیریا۔ اور وہ بخار جو کہ جگر یا تلی کے بڑھ جانیکی وجہ سے بار بار کچھ وقفہ کے بعد آیا کرتا ہے اور جسکی وجہ سے مریض کا چہرہ زرد اور آنکھین نیلی ہو جاتی ہین۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے طحال اور بخار کے بعد کمزوری اور کمی اشتہا کو بھی یہ عرق دفع کر دیتا ہے اور اگر بخار کے دنون مین اسکا استعمال روزانہ کرلیا جاوے تو بخار کا اندیشہ نہین رہتا۔ **ترکیب استعمال**

اگر معمولی بخار ہو تو صبح کیوقت ۲۰ قطرہ دوا آدھی چھٹانک پانی مین ڈالکر پی لینا چاہیے۔ اور اگر جاڑے کا بخار باری سے آتا ہو تو جسدن باری ہو اُس دن صبح کیوقت ۲۰ قطرہ دوا آدھی چھٹانک پانی مین ملاکر پینا چاہیے اور ایک خوراک رات کو سوتے وقت بھی ترکیب سے پی لینا چاہیے اور باری کے دن ۲۰ قطرہ کی ایک خوراک صبح اور دوسری ۲۰ قطرہ کی دو گھنٹہ بعد اور تیسری خوراک پھر دو گھنٹہ بعد استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن اسبات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اگر بخار کا کچھ بھی اثر ہو تو دوا استعمال کرنا چاہیے ایک دن مین ۳ خوراک سے زیادہ دوا بھی استعمال نہ کرنا چاہیے اور اگر مریض کمزور ہو اور پندرہ برس سے کم عمر ہو تو اُنکو ۱۵ قطرہ دوا ایک خوراک مین دینا چاہیے۔ اور پندرہ برس سے ۱۰ برس کے درمیان کے عمر والون کو ۱۰ قطرہ بچون کو اُنکے ماں کے دودھ یا پانی مین جتنے سال کی عمر ہو اُتنے ہی قطرے دوا ایک خوراک مین دینا چاہیے۔ کھانے مین دال روٹی یا کھچڑی کھانا چاہیے۔ اگر بھوک نہ لگتی ہو تو دوا استعمال کرنے کے بعد تھوڑا دودھ پینے مین بھی کوئی ہرج نہین ہے۔ اور اگر بخار ہر وقت رہتا ہو تو دوا صبح شام دونون وقت دینا چاہیے۔

ملنے کا پتہ۔ نونہال سنگھ بھدگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی۔ محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

عیاشی

اس رسالہ مین آدمی کے مال ومتاع ۔ املاک وجایداد ۔ نقد وجنس ۔ زر وجواہر ۔ عزت وحرمت ۔ ناموری و شہرت ۔ شباب وجوانی ۔ جان وزندگی ۔ اور دہرم وایمان وغیرہ ۔ تمام چیزون کی تباہی وبربادی کا سبب ایک کم بخت عیاشی کو ثابت کر کے کچھ ایسے طرز سے دکھایا ہے کہ جس سے دل دہل جاتا ہے ۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ۔ عبرت کا آئینہ آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے ۔ اور طوائفون کو ام العیاشی یا اصل اصول عیاشی یا عیاشی کی جڑ مول قائم کیا ہے اور اونکے کرتوت اور چالون کو دکھا کر رنڈیون کو اٹھارہ جرائم سنگین کے اقدام وارتکاب کا باعث ثابت کیا ہے ۔ قوم وملک کے اُن مضر وتباہ کن رسم ورواج کا خاکہ کھینچا ہے جس سے موجودہ اولادین جوان ہونے پر عیاشی کا سبق سیکھتی ہین ۔ شروع کتاب کی تمہید کے بعد آخر مین گورنمنٹ سے استدعا کی گئی ہے کہ اُس نے ڈکیتی ۔ دختر کشی ۔ اور بردہ فروشی وغیرہ کا تو ہندوستان سے قلع قمع کیا مگر طوائفین جو قزاق و ڈاکوؤن سے بھی بدرجہا بڑھی ہوئی راہ زن ہین ۔ اُن کی طرف توجہ نہ کی گئی کہ جنکی بنا پر عیاشی روز افزون ہو کر بڑی بڑی تباہیون اور قتل وخون ریزیون کا باعث ہو رہی ہین ۔ بعض بعض عیاش گیاوال وپریاگوال پنڈا اور کاشی کے گنگاپترون کی قلعی کھولی گئی ہے کہ جو زیور ۔ دوشالہ ۔ اور اشرفیان کہ اُن کو دان کی جاتی ہین وہ ہاتھون ہاتھ انہین پاک ذات طوائفون کے ہتھے چڑھتی ہین ۔

اور اسی طرح گورنمنٹ کے مختلف صیغون کے بعض بعض ملازمون کی بھی جائز وناجائز کمائی کا جو ایک بڑا حصہ ہمیشہ طوائفون کی نذر ہوا کرتا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ اُن سب کو نرالے طرز اور عجیب دل کش طریقہ سے دکھایا ہے ۔ قوم وملک اِس کتاب کی جہان تک قدر کرے اوسکا فرض ہے ۔ قیمت ۱ر ۔ محصول ڈاک ۵ جلد تک ۲ر

ملنے کا پتہ

پیارے لال بھارگو ۔ مینجر سلیمانی پریس ۔ محلہ گانگھاٹ شہر بنارس

قرض

دوست دشمن کو نہ وہ روز خدا دکھلائے
قرض کے کوئی شکنجہ مین نہ جکڑا جائے

اس رسالہ مین قرض کی تعریف اور اوسکا خاصہ قرض کیون لیا جاتا ہے؟ بضرورت اس ضرورت کو بھی طرح طرح سے دکھایا ہے۔ اور جن جن ضرورتون پر قرض لیا جاتا ہے اونکو علحدہ علحدہ بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ حوائج و ضروریات کو بھی تمثیل دلپسند کیساتھ لکھا ہے اور اوسپر عقل سلیم اور تجربات زمانے کے موافق فیصلہ کیا ہے اور مفید و قابل قدر رائین دی ہین۔

(۱) اکثر شادی بیاہ کے موقع پر ہمارے قوم و ملک کے لوگ روپیہ قرض لیتے ہین اوسکا نتیجہ۔ اور مدراس کے ایک بڑے دولتمند سیٹھ کا اپنے بیٹے کی شادی مین قرض لیکر بڑی دھوم دھام و شہرت کے ساتھ شادی کرنا مگر انجام مین تمام خاندان کا تباہ و برباد ہونا ایک عبرت و نصیحت خیز طرز سے لکھا ہے۔

(۲) بیماری و غمی کے موقع پر جو قرض لیا جاتا ہے اسکی حالت اور کلکتہ کے متمول بنگالی کا اپنی چہیتی بیوی کی بیماری مین قرض لینا۔ اور آخر مین قرضے کی بدولت کل جائداد کا ضائع و تلف ہو جانا۔ انجام مین صرف ایک دھوتی اور قمیص پہنکر نکل کھڑا ہونا۔ بعدہ نہایت تکلیف و ذلت سے زندگی بسر کرنا دکھا کر عبرت دلائی ہے۔

(۳) کسی روزگار کی غرض سے روپیہ قرض لیکر روزگار یا پیشے مین لگانا نقصان و گھاٹے کی حالت مین اصلی سرمایہ کا بھی کھو کر تباہ و برباد ہو جانا جسکی نظیر مین شہر پٹنے کے ایک دیندار کا قرض روپیہ لیکر روزگار مین لگانا پہلے سال برابر رہنا بال بال نقصان سے بچ جانا مگر دوسرے برس نقصان اوٹھا کر جان دینا حتی کہ کفن تک کو بھی نہ نکلنا درج کیا ہے جس سے غایت درجہ دلپر عبرت کا عالم طاری ہوتا ہے۔

(۴) عدالت مین مقدمہ بازی کے موقع پر جو قرض کیا جاتا ہے اوسکی تشریح و تفصیل اور ضلع ناگپور کے دو حقیقی بھائیون کا آپس مین لڑ جانا اور عدالت کے خرچ کے لئے دونون کا قرض لینا۔ اور انجام مین دونون کی موروثی جائداد زمینداری کا برباد ہو جانا اور قرضخواہ مہاجنون کی سختیان۔ بے مروتی کیساتھ پیش آنا اور دونون کا سب کچھ کھو کر قرض اور مقدمہ بازی کے نشہ سے بیدار و ہوشیار ہو کر خود کو نہایت محتاجی اور ذلت کیحالت مین پانا کچھ ایسے انداز سے لکھا ہے کہ دلپر بے اثر کئے نہین رہتا۔

(۵) عیاشی۔ شراب خواری اور دیگر فضول خرچیون کے موقع پر قرض لینا اور ناعاقبت اندیش و بے کلیجہ ہو کر اندھا دھند خرچ کرنے پر لکھنؤ کے ایک متمول نواب زادہ کا تذکرہ بطور نظیر درج کیا ہے جس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کمبخت قرض کسطرح حیثیت۔ ناموری۔ دولت حشمت عزت۔ اور حتی کہ جان تک لے لیتا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھکر آدمی آدمیت کی عقل و ہوش رکھتا ہے تو پھر ممکن نہین جو قرض لینے کیطرف اوسکا دل رجوع ہو۔ قیمت صرف ۱/

ملنے کا پتہ بابو پیارے لال بھارگو منیجر سلیمانی پریس۔ محلہ گاے گھاٹ شہر بنارس

ہندو عورتوں کی حالت

مصنفہ

پنڈت منوہر لال زتشی ام-اے

جسکو

باجازت اڈیٹر "زمانہ" بطور ٹریکٹ پنڈت رام نرائن مشر

نے

سلیمانی پریس واقع محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

مین چھپواکر شائع کیا

سنہ ۱۹۰۵ء

فہرست کتب موجودہ سلیمانی پریس واقع محلہ گائگھاٹ شہر بنارس

شادی خانہ آبادی اس کتاب مین دکھلایا گیا ہے کہ شادی کرنا ضروری ہے اور کس طرح کے لڑکے اور لڑکی سے شادی کرنا چاہیے اور بعد شادی کے آپس مین کس طرح کا برتاؤ رکھنا چاہیے اور کم سنی کی شادی اور بڑھاپے کے بیاہ کا خاکہ دلچسپ پیرایہ مین درج ہے۔ قیمت ۱ر

تعصب اس رسالہ مین قومی یا تعصب مذہبی کے نقصانات کے بارہ مین علماء یورپ کے اقوال اور تعصب کے باعث ہندوستانی اقوام مین جو نفاق پیدا ہو گیا ہے اوسکا علاج اور عید اضحیٰ مین گائے کی قربانی کا بلا رو رعایت عادلانہ بیان ہے۔ قیمت ۱ر

دوستی۔ اس رسالہ مین دکھلایا گیا ہے کہ کیسے آدمیون سے دوستی کرنا چاہیے اور کسطرح اوسکو نباہنا چاہیے قیمت ۱ر

خانہ داری اسکے انتظام کو لوازم زندگی قرار دیکر وہ باتین بتائی ہین جسسے آرام و آسائش اور خدا پرستی کیساتھ زندگی بسر ہو قیمت ۱ر

راستی اسمین راستی کو دنیا و عاقبت کی بہبود و فلاح کی کونجی۔ اور کذب کو خسرۃ الدنیا و الآخرۃ کی کنجی ثابت کی ہے۔ قیمت ۱ر

انیس خلوت اس اسم بامسمے رسالہ مین بیوی کی وقعت اور اوسکے ساتھ حسنِ سلوک و خوبی برتاؤ کے طریقے مدلل بیان کئے گئے ہین۔ قیمت ۱ر

نوکری اور اوسکا فرض بڑے ہی تجربے اور واقفیت سے ہر ادنے و اعلے نوکری پیشہ کے فوائد و نفع کے لئے لکھا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

وقت اور محنت اس کتاب مین وقت کی قدر اور محنت کا طریقہ پوری طور سے دکھلایا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

رسالہ طاعون اس رسالہ مین طاعون کے پیدا ہونے کے اسباب۔ کس طرح سے طاعون کے مریض سے برتاؤ کرنا چاہیے اور اوسکا علاج وغیرہ مشرح درج ہے۔ کتاب ۵ باب مین تقسیم ہے۔ قیمت ۲ر

مقدمہ بازی یہ چھوٹا سا رسالہ اسبات کو دکھلاتا ہے کہ مقدمہ بازی سے کیا کیا نقصان ہوتے ہین اور یہ لت کیسے پڑتی ہے۔ قیمت ۱ر

گفتگو۔ اس رسالہ مین دکھلایا گیا ہے کہ ہر درجہ والے سے کیسے گفتگو کرنی چاہیے ۲۰ باب مین اسکو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ قابل پسند ہر خاص و عام ہے۔ قیمت ۲ر

معلم۔ اس مین لڑکون کو علم ادب سکھلایا ہے اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا وغیرہ کے قواعد درج ہین اسکے سوا عادہ باتین بھی ہین۔ قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ۔ پیارے لال بھارگو منیجر سلیمانی پریس۔ محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

ہندو عورتون کی حالت

کسی نے سچ کہا ہے کہ اگر کسی قوم کی تہذیب کو جانچنا منظور ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ وہ قوم عورتون کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے۔ جب ہم اِس معیار سے ہندوستان کے آریون کی پرانی تہذیب کو جانچتے ہین تو ہم کو قبول کرنا پڑتا ہے کہ اہل یونان اور اہل روما دونون کے مقابلے مین ہندو و آریون مین عورتون کا وقار زیادہ تھا۔ اِن کو بہت کچھ آزادی حاصل تھی۔ ہر خاندان مین عورت کی عزت ہوتی تھی۔ بیوی اور خاوند دونون گھر کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ عورتون کو تعلیم سے مستفید ہونے کا موقع دیا جاتا تھا۔ وید کے بعض منتر عورتون کے تصنیف کئے ہوئے ہین۔ یجنوالک رشی اور اُسکی بیوی میتری کا قصہ اور شنکراچارج اور منڈن مسر کا مباحثہ ثابت کرتا ہے کہ اِس زمانے مین عورتون کو معمولی نہین بلکہ اعلےٰ درجے کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا جاتا تھا سوئمبر کی رسم اِس امر کی شاہد ہے کہ لڑکیون کی شادی سن بلوغ مین ہوا کرتی تھی اور اُنکو اپنے خاوند کے انتخاب کا اختیار حاصل تھا۔ پردے کا کہین نام و نشان نہ تھا۔ ایشورچندر ودیاساگر اور مہاراشٹ کے اکثر عالمون نے سنسکرت کتب کے اقتباسات اور نل اور دمینتی کی ایسی نظیرون سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہندوستان قدیم مین بیواؤن کے لئے ازدواج ثانی کی ممانعت نہین تھی۔ غرضکہ اگر ہم بےتعصبی اور سچائی کے ساتھ اُس زمانے کے حالات پڑھین اور اپنے قدیم رسم و رواج کو جانچین تو ہمکو معلوم ہو جائے گا کہ اُن بہت سی ضرررسان خرابیون کا اسوقت وجود بھی نہین تھا جن کی وجہ سے آج ہندو عورتین ذلیل ہین۔ یہ کہنا تو داخل ناانصافی ہے کہ قدیم ہندوستان مین عورتون کو وہ آزادی اور وقار نصیب تھا جسکی آج یورپ مین کوشش ہو رہی ہے۔ ہندوؤن کا قانون وراثت جو بےانصافی عورتون کے ساتھ جائز رکھتا ہے وہ اپنے دعوے کو رد کرنے کے

لیے کافی ہے مگر اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اِس زمانے کی دیگر اقوام کی حالت دیکھا جو کچھ سلوک قدیم آریہ اپنی عورتوں سے کرتے تھے وہ بہت غنیمت تھا۔

ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہوگا کہ جیون جیون مذہبی توہمات کا زور بڑھتا گیا اور برہمنوں کی عظمت دنوں میں جاگزین ہوتی گئی ووں ووں شخصی آزادی کا دائرہ بھی محدود ہوتا گیا۔ عورتوں کی خودمختاری میں بھی فرق آتا گیا۔ منو کے زمانے میں عورتوں کی آزادی بہت کم ہوچکی تھی۔ اِس مقنن کے احکام کے موافق تو عورت اپنی زندگی کے کسی درجے میں خودمختار ہو ہی نہیں سکتی۔ لڑکپن میں وہ باپ کی مطیع ہے۔ جوانی میں خاوند کی اور خاوند کے مرنے کے بعد اپنے لڑکوں کی۔ مگر عورتوں کے وقار میں ایک گونہ فرق آچکا تھا مگر منو کے زمانے میں نہ تو صغرسنی کی شادی عام طور سے رائج ہوئی تھی اور نہ ازدواج بیوگان کی قطعی ممانعت ہوئی تھی گو یہ خیال پیدا ہو چلا تھا کہ خاوند کے مرجانے کے بعد عورت کے لئے مجرد ہی رہنا اچھا ہے رفتہ رفتہ اِس خیال نے یہانتک زور پکڑا کہ شرفا میں بیوہ کی شادی قطعاً ممنوع ہوگئی۔ ستی کی رسم غالباً اِس ملک میں ستھین حملہ آوروں کی لائی ہوئی ہے اور پردہ اور شادی صغرسنی اسلامی حکومت کے نتائج ہیں قاعدہ ہے کہ فاتح قوم کے رسم ورواج کی تقلید مفتوح قوم کے لئے باعث فخر ہوا کرتی ہے مسلمانوں میں ہندوستان میں آنے سے پہلے پردے کی رسم رائج ہوچکی تھی اور جب وہ ہندوستان میں آکر بسے تو ان کی دیکھا دیکھی ہندوؤں نے بھی اِس رسم کو اپنے یہاں جاری کیا یہانتک کہ کچھ دنوں بعد پردے کا ہونا یا نہونا شرافت کا معیار قرار پایا۔ ممکن ہے کہ افغان حاکموں کے ظلم وجبر اور عام بدامنی اور بے چینی کی حالت نے پردے کی رسم کو ہندوستان میں اور بھی مضبوط کردیا ہو۔ آجتک یہ دیکھا جاتا ہے کہ پردے کی رسم شمالی ہندوستان میں تو بڑے زور شور سے جاری ہے مگر دکن میں جہاں نسبتاً مسلمانوں کا اثر کم پڑا ہے پردہ بہت کم ہے۔ شاید صغرسنی کی شادی کے بھی یہی اسباب ہوں۔

زمانہ موجودہ میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے یہاں چند رسوم ایسے مروج ہیں

جنکا اثر عورتون کے لئے نہایت مضر رسان ہے۔ ان مین اول نمبر "جہالت" کا ہے۔ جب عورتون سے اُن کی آزادی چھین لی گئی۔ جب وہ پردے مین رکھی جانے لگین تو انکو اپنے ملک کی قومی زندگی سے کوئی سروکار نہ رہا۔ ان کی تعلیم کیطرف سے بے توجہی ہونے لگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ لوگ عورتون کی تعلیم کو صرف غیر ضروری ہی نہین بلکہ مضر سمجھنے لگے۔ اُس قوم مین جس نے لیلاوتی اور گارگی سی عورتین ایک زمانے مین پیدا کی تھین عورتون کو لکھانا پڑھانا ایک جُرم عظیم کا مرتکب ہونا قرار پایا۔ پس اس ملک مین عورتون کا فرض یہ ہے کہ وہ مردون کی غلامی کیا کرین۔ ان کے ناز چاؤ بجا اوٹھائین اور صرف بقاء نسل کا ذریعہ بنین۔ بہت سے لوگ تو عورتون کو اس لئے تعلیم دیتے ہوئے ڈرتے ہین کہ پڑھ لکھکر عورتین خودسر ہو جائین گی اور پھر ہمارے آرام وآسائش مین خلل پڑیگا۔ یوروپین عورتون کی مثال اُنکے سامنے ہے اسکا خیال ہے کہ ہماری عورتین بھی لکھ پڑھکر میم بنجائینگی۔ اور چونکہ مغربی سوشل طریقون کی طرف سے اِن کے دل مین نفرت پیدا ہوگئی ہے اِسلئے وہ اِن کو اپنے یہان رائج ہونے دینا نہین چاہتے۔ میرے نزدیک یہ دونون خیال غلط ہین۔ اول تو یہ فرض نہین ہے کہ تعلیم کا اثر ہر بات مین ہندوستان مین وہی ہو جو یورپ مین ہے۔ ہزارون انگریزی پڑھے لکھے مرد ایسے ہین جو باوجود اعلیٰ تعلیم کے اپنے پُرانے مذہبی عقائد اور رسوم پر قائم ہین۔ دوسرے جو تعصب ہمارے دلون مین یوروپین عورتون کی طرف سے پیدا ہوگیا ہے وہ محض بے بنیاد ہے اور اِسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم مین یہ قابلیت ہی نہین کہ ہم مرد عورتون کو عام طور سے ملتا جلتا دیکھین اور ہمارے دل مین خیالات فاسد نہ پیدا ہون۔ ہماری تعلیم و تربیت اِس طرح کی ہوتی ہے کہ ہم اِس آزادی کی قدر کرنے سے قاصر ہین۔ مگر ہمکو یہ سوچنا چاہیے کہ اگر واقعی یوروپین اقوام کے اخلاق خراب ہوتے تو اُنھون نے کبھی دنیا مین وہ رتبہ نہ حاصل کیا ہوتا جو آج اُنکو حاصل ہے۔ کوئی بداخلاق قوم عظمت نہین حاصل کرتی۔ جس قوم کی عورتین بداخلاق ہوتی ہین اُس قوم کی رگ و پے مین وہ زہر نہایت تیزی کے ساتھ سرایت کرجاتا ہے اور ساری قوم کو برباد کردیتا ہے اگر ہم انگریزی قوم کی عظمت کو قبول کرتے ہین تو ہم کو انگریز عورتون کی عظمت بھی قبول کرنا پڑے گی۔ رہا یہ امر کہ بعض بعض ہندوستانی

عورتین آزادی سے فائدہ اُٹھاتی ہین۔ یہ قصور تعلیم کا نہین ہے بلکہ جہالت کا
اثر ہے اگر ہم تعلیم کے فوائد کو مانتے ہین تو ہم کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اگر عورتون کو عمدہ
تعلیم دیجائے تو وہ اپنی آزادی کو نہایت عمدہ طور سے برتین گی۔ پارسیون کی
مثال پیش نظر ہے پارسی عورتین ۹۰ فیصدی کی تعلیم یافتہ ہوتی ہین اور ایک بڑی
حد تک ان کو کامل آزادی حاصل ہے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ پارسی قوم کا اخلاق
اور ہندوستانی اقوام کی بہ نسبت خراب ہے جن عیوب کو دیکھکر ہم سہمے جاتے
ہین۔ جن مضرتون سے ہم ڈرتے ہین وہ سب اچھی تعلیم سے رفع ہو سکتی ہین
شکر ہے کہ اب لوگون کو اس طرف توجہ ہو چلی ہے اور مدراس اور بمبئی مین تعلیم
نسوان کا چرچا روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ ہمارا صوبہ جیسا اور سب باتون مین ساری
ہندوستان سے پیچھے ہے۔ اسی طرح تعلیم نسوان کے صیغے مین بھی ہنوز روز اول
ہے مگر دیرہ دون اور میرٹھ کے اسکولون کی کامیابی یہ ضرور ثابت کرتی ہے کہ تعلیم
کی ضرورت کو لوگ محسوس کرنے لگے ہین۔ اگر وہ لڑکیون کو مدرسون مین نہین بھیجتے
تو اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ مدرسون مین خاطر خواہ انتظام تعلیم و تربیت کا نہین ہے
زنانہ تعلیم گاہین زیادہ تر پادریون کے ہاتھون مین ہین اور پادریون کی طرف سے
ہندوستانیون کے دلون مین معقول وجوہات سے بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔
مین نے سنا ہے کہ گورنمنٹ گزٹ سے تعلیم نسوان کے متعلق ایک کمیٹی مقرر ہونے
والی ہے۔ اس کمیٹی کے سب ممبر ہندوستانی ہونگے وہ ان اسباب پر غور کرین گے
جن کی وجہ سے تعلیم نسوان کو ان صوبجات مین ترقی نہین ہوتی اور ترقی کی تدابیر سوچینگے
میرے نزدیک یہ تجویز نہایت مناسب ہے۔ اگر اس کمیٹی کو اختیارات
دوامی عطا کئے جائین اور اسکے زیر نگرانی تعلیم نسوان کا انتظام ہو تو کیا عجب ہے
کہ ہندوستانیون کے دلون سے وہ خوف و ہراس بہت کچھ نکل جائے جو
اسوقت تعلیم نسوان کے راستے مین حائل ہے۔ اگر سرکار کی طرف سے بڑے بڑے
شہرون مین اسکول قائم کئے جائین جن مین ہندوستانی اُستانیان نوکر رکھی
جائین اور اسکا انتظام بھی ہندوستانی ہاتھون مین رہے تو بہت جلد تعلیم نسوان مین
خاطر خواہ ترقی ہو سکتی ہے۔ علاوہ اسکول مین پڑھانے کے ہندوستانی اُستانیان

مشنری واعظوں کی طرح گھر گھر جاکر بھی تعلیم دے سکتی ہیں۔ شہر کے مختلف محلوں میں لکچروں اور علمی مجالس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ ان اُستانیوں کی طرف سے عوام کے دلوں میں وہ خیال نہ پیدا ہوگا جو ان کو مشنری اُستانیوں کو اپنے گھروں میں بلانے سے مانع ہوتا ہے۔ اور ایسی اُستانیاں میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے آریہ اسکولوں سے مل سکیں گی۔ بہرحال اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو عورتوں کو ضرور تعلیم دینی پڑے گی زمانۂ جدید میں کوئی قوم جسکا نصف حصہ قعر جہالت میں پڑا ہو ترقی کے میدان میں قدم نہیں مار سکتی۔

اس مضمون میں شادی صغر سنی کی مضرتوں کا وضاحت کے ساتھ بیان کرنا ضروری نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ جب ۹ یا ۱۰ برس کی عمر میں لڑکی کی شادی کردی جائیگی تو اس کی تعلیم مکمل نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں چھوٹی عمر میں اولاد پیدا ہونے سے صرف والدین خصوصاً ماں ہی کی صحت تباہ نہیں ہوتی بلکہ آئندہ نسل نہایت کمزور اور لاغر ہوتی ہے۔ اگر اب بھی ایسے اصحاب تعلیم یافتہ گروہ میں باقی ہوں جنکی سمجھ میں یہ باتیں نہ آتی ہوں تو اُن کو حال کے بنگال کے مشہور و معروف طبیب ڈاکٹر مہندر و لال سرکار کی تصانیف جو مسٹر چنتامنی کی کتاب "انڈین سوشل ریفارم" کے چوتھے حصے میں چھپی ہے، غور سے پڑھیں۔ جسوقت قانون رضامندی پاس ہو رہا تھا اور اُسکے خلاف بنگال کے بڑے بڑے روشن خیال باوجود شور وغوغا مچا رہے تھے اُسوقت اس مرد میدان نے ایک نہایت مدلل تحریر اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ میں بھیجی تھی۔ اور گو وہ تحریر اس خاص موقع کے واسطے لکھی گئی ہے مگر آج بھی اسکا مطالعہ ہر سمجھدار انسان کو نفع بخش سکتا ہے۔ جہانتک میں جانتا ہوں ان صوبجات میں پچھلے بیس برس میں اس رسم قبیح میں بھی کچھ نہ کچھ اصلاح ہوئی ہے اور اب لڑکیاں اتنی جلد نہیں بیاہ دیجاتیں مگر تاہم ابھی بہت اصلاح کی ضرورت ہے۔ سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ صغر سنی کی شادی تعلیم نسوان کے راستے میں حارج ہے اور تعلیم نسوان کا نہونا صغر سنی کی شادی کی بقا کا باعث ہے پس ان دونوں خرابیوں کے دور کرنے کے لئے دونوں اصلاحوں کا ساتھ ساتھ عمل میں آنا ضروری ہے۔

مین سمجھتا ہون کہ عورتون کے متعلق جتنی اصلاحین ان مین سے کسی کے خلاف ہندوؤن مین اسقدر جوش نہین ہے جیساکہ "ازدواج بیوگان" کے خلاف اور شاید کسی اصلاح کے جاری کرنے کے واسطے اسقدر سخت کوشش بھی نہین کیگئی اس مسئلہ کے متعلق ذیل کا قصہ نہایت دلچسپ ہے۔

اٹھارہوین صدی مین جبکہ مرہٹون کا ستارہ عروج پر تھا ان کی فوج مین ایک سپہ سالار پر سرام بھاؤ نامی تھا۔ اس سپہ سالار کی بہادری اور لیاقت ضرب المثل تھی اور عوام کی طرف سے اسکو صیغم دکن کا خطاب عطا ہوا تھا۔ بھاؤ کی ایک لڑکی درگابائی نامی تھی جسکی شادی پانچ ہی چھ برس کی عمر مین کردی گئی تھی۔ درگابائی کا خاوند شادی کے چند ہی روز بعد مرگیا اور چونکہ بھاؤ کی یہی ایک لڑکی تھی اس لئے اسکے بیوہ ہوجانے کا بھاؤ کو اتنا صدمہ ہوا کہ اس نے پیشوا کو اپنا استعفےٰ بھیجدیا اور لکھ بھیجا کہ اب مین دُنیا سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہون۔ پیشوا کے وُزرا اپنے سپہ سالار کی قدر جانتے تھے انھون نے بھاؤ کو لکھا کہ تم گھبراؤ نہین تمھارے زخم کے اندمال کی فکر کیجائیگی۔ چنانچہ پونا دربار کی طرف سے بنارس کے پنڈتون کو لکھا گیا اور اُنھون نے بیوہ کی کم عمری اور بھاؤ کے استعفےٰ کا لحاظ کرکے درگابائی کے لئے دوسری شادی کی اجازت دی مگر پونا کے پنڈتون نے بھاؤ کی بیوی کو کچھ ایسا ورغلایا کہ اس نے اپنی لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور بنارس کے پنڈتون کا فتوےٰ کسی کام نہ آیا۔ اس قصے سے تین باتین واضح ہوتی ہین۔ اول یہ کہ مغربی اثر سے موثر ہونے کے قبل بھی ہندوؤن مین اس قسم کی کوشش ہوئی تھی۔ دوسرے یہ کہ علمائے بنارس ایک مرتبہ اسکے موافق فتوے دیچکے ہین۔ اور تیسرے یہ کہ ایک عورت کی جہالت اور ضد نے اس کوشش اور فتوے کو بیکار کردیا۔ خیر یہ تو اٹھارہوین صدی کا واقعہ ہے۔ انیسوین صدی مین ازدواج بیوگان کی کوشش بنگال سے شروع ہوئی پنڈت ایشور چند ودیا ساگر بنگال کے ایک مشہور عالم اور راسخ الخیال ہندو تھے اس اصلاح کے جاری کرنے کا سہرا انہین کے سر ہے۔ انھون نے ازدواج بیوگان کے متعلق مختلف کتابین لکھی ہین اور یہ ثابت کیا ہے کہ ازدواج بیوگان

ہندو شاسترون کی رو سے جائز ہے۔ یہی راے علماء دکن کے ایک بڑے گروہ کی تھی اور سوامی دیانند سرستی نے بھی اس راے سے اتفاق کیا ہے۔ ۱۸۵۶ء کا ایکٹ ۱۵ جسکی رو سے ازدواج بیوگان قانوناً جائز قرار پایا ودیا ساگر جی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ ودیا ساگر کی زندگی مین تو یہ اصلاح کسیقدر کامیابی کے ساتھ جاری رہی مگر انکے مرنے کے بعد بنگال کے راسخ الخیال ہندو مین اور سوشل اصلاحون کی طرح اسکا بھی خاتمہ ہوگیا۔ یہ ایک بڑے تعجب کی بات ہو کہ اہل بنگال جو تعلیمی اور پولیٹکل معاملات مین سارے ہندوستان کی رہنمائی کا دعوے کرتے ہین سوشل اصلاح کے صیغے مین اسقدر پیچھے پڑے ہوے ہین۔ ودیا ساگر کی تحریک سے متاثر ہوکر مدراس اور بمبئی کے اصلاح پذیر گروہ نے بھی ازدواج بیوگان کی کوشش شروع کی اور وہان یہ کوشش ابھی تک جاری ہے۔ شمالی ہندوستان خصوصاً پنجاب مین یہ اصلاح آریہ سماج کی کوشش سے رائج ہوئی ہے۔ مگر جیساکہ مین نے اوپر لکھا ہے باوجود ان سب کوششون کے اس اصلاح کو عوام نے ابھی تک قبول نہین کیا ہے اور میرے خیال مین اصلاح کن گروہ کو اس مین سب سے کم کامیابی ہوئی ہے۔ مسز اینی بسنٹ صاحبہ بھی جنھون نے رفتہ رفتہ اور سوشل اصلاحون کو اپنی کوشش کے دائرے مین شامل کرلیا ہے ازدواج بیوگان کی مخالف ہین۔ یہ تو وہ نہین کہتین کہ بیوہ کے لئے دوسری شادی کرنا ناجائز ہے۔ مگر دبی زبان سے یہ ضرور کہتی ہین کہ بیوہ کے لئے مجرد ہی رہنا افضل ہے۔ کیونکہ اس سے میان بیوی کی دائمی محبت اور شادی کے پاک رشتے کا اظہار ہوتا ہے مگر ابھی تک یہ نہ معلوم ہوا کہ اس اصول کا برتاؤ یکطرفہ کیون جائز رکھا جاتا ہے اور "دائمی محبت" کا فرض صرف عورت ہی کے سر کیون تھوپا جاتا ہے۔ مسز اینی بسنٹ صاحبہ کا واقعی تعلیم یافتہ ہندو کے ایک فرقہ کثیر پر بڑا اثر ہے مگر وہ بھی شاید ہندو مردون کو ازدواج ثانی سے روکنے کے لئے تیار نہین ہین۔ لڑکیون کی شادی ایسی عمر مین کردینا جبکہ وہ شادی کے معنی بھی نہین سمجھتین اور پھر ان کو اسبات پر مجبور کرنا کہ وہ عمر بھر مجرد رہکر سسرال والون کی غلامی کرین دنیا کے تمام لذات سے محروم رہکر ذلت اور افلاس سے زندگی بسر کرین

صرف بیرحمی ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایک عظیم اخلاقی خطرے کا سبب ہے۔ کون نہیں جانتا
خاندانوں میں بیوہ خصوصاً نوجوان بیوہ کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ا
کے موقع پر اس کی موجودگی منحوس خیال کی جاتی ہے۔ اگر ہندو شاستر بیوہ
کی اجازت نہیں دیتے تو ایسے مذہبی احکام کی پابندی جو قانون قدرت کے
کسی انسان کا فرض نہیں ہے۔ شادی صغر سنی کے تذکرے میں مسز اینی
خود فرما چکی ہیں کہ مذہبی احکام قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتے
تم کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ان احکام کا مطلب ہم صحیح طور سے نہیں سمجھے ہیں
اصول ان احکام کے متعلق برتا جاتا ہے جو لڑکیوں کی شادی آٹھ برس کی
ضروری قرار دیتے ہیں تو کیوں یہی اصول ازدواج بیوگان کے احکام کے
جائے۔ کیا آٹھ برس کی بیوہ کو شادی کی اجازت نہ دینا قانون قدرت کے خلا

آخر میں صرف اسقدر عرض کرنا کافی ہے کہ عورتوں کی موجودہ حا
اصلاح کی محتاج ہے۔ اور "انصاف" اور "مصلحت وقت" دونوں
لحاظ سے اس اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اپنی
کے لئے کسی دوسرے کو تکلیف اور رنج پہونچایا جائے۔ دنیا اخلاقی اصو
قتل کو جائز قرار دیگا ہی کیونکہ برٹش گورنمنٹ نے جسمانی قتل کو قانوناً
اور روحانی قتل بہت اچھی طرح جاری ہے۔ عورتوں کی حالت میں
وقت اس سے ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے بغیر ہماری قومی ترقی ناممکن
میں عورت کی عزت نہیں ہوتی اور اسکو آزادی کے ساتھ اپنے
کی اجازت نہیں دیجاتی وہ گروہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر عورتوں کو معق
انکو اپنے اعزا و اقربا کے ساتھ آزادی سے ملنے جلنے اور عجائبات دنیا کے
دیجائیگی تو اس سے صرف عورتوں ہی کی جسمانی اور دماغی صحت پر عمدہ اث
کا اخلاق بھی درست ہوگا اور ہندوستان کی آیندہ نسلیں اپنی
کی بدولت زیادہ مضبوط دلیر اور قابل ہوں گی۔

عیاشی

...نی کے مال ومتاع - املاک وجائداد - نقد وجنس - زروجواہر - عزت -
...ینی ارشہرت - شباب وجوانی - جان وزندگی - اور دہرم وایمان وغیرہ - تمام
...تی دبربادی کا سبب ایک کم بخت عیاشی کو ثابت کرکے کچھ ایسے
...ے ہے کہ جس سے دل دہل جاتا ہے - رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین - عبرت
...کے سامنے پھر جاتا ہے - اور طوائفون کو اُم العیاشی یا اصل اصول عیاشی
...ی قائم کیا ہے اور اونکے کرتوت اور چالون کو دکھا کر رنڈیون کو اٹھارہ
... فدام و ارتکاب کا باعث ثابت کیا ہے - قوم وملک کے اُن مضر وتباہ
... کا خاکہ کھینچا ہے جس سے موجودہ اولادین جوان ہونے پر عیاشی کا سبق
...ا کتاب کی تمہید کے بعد آخر مین گورنمنٹ سے استدعا کی گئی ہے کہ
...وخترکشی - اور بردہ فروشی وغیرہ کا تو ہندوستان سے قلع قمع کیا مگر طوائفین
...ے سے بھی بدرجہا بڑھی ہوئی راہ زن ہین - اُن کی طرف توجہ نہ کی گئی کہ جنکی
... وفرزند ہوکر بڑی بڑی تباہیون اور قتل وخون ریزیون کا باعث
... دوان عیش گیا دال دیریا گوال ہنڈا اور کاشی کے گنگا پترون کی قلعی
...ی ور - دوشالہ - اور اشرفیین کہ اُن کو دان کی جاتی ہین وہ ہاتھون ہاتھ
...ریون کے ہتھے چڑھتی ہین.

معد...ت کے مختلف پیشون کے بعض بعض ملازمون کی بھی جائز وناجائز کمائی
...ہ طوائفون کی نذر ہوا کرتا ہے - وغیرہ وغیرہ اُن سب کو نرالے طرز اور
...ے دکھایا ہے - قوم وملک اس کتاب کی جہان تک قدر کرے اوسکا
...محصولڈاک ۵ جلد تک ۰ر

ملنے کا پتہ

تمام ... منیجر سلیمانی پریس - محلہ گائگھاٹ شہر بنارس

...ہم اخلاقی خطرے کا سبب ہے - کون نہین جانتا
...ی بیوہ کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا جاتا ہے -
...عیاں کی جاتی ہے - اگر ہندوستان...
...ی احکام کی پابندی جو قانون قدرت کے ز...
...ادی صغرسنی کے تذکرے مین مسنر...
...ون قدرت کے خلاف معلوم ہوتے...
...کام کا مطلب ہم صحیح طور سے نہین سمجھے
...ا - ہے جو لڑکیون کی شادی آٹھ برس کی
...ی اصول ازدواج بیوگان کے احکام کی
...ی کی اجازت نہ دینا قانون قدرت کے خلاف
...ش کرنا کافی ہے کہ عورتون کی موجودہ حا...
...نصاف" اور "مصلحت وقت" دونون
...ت ہے - یہ کہان کا انصاف ہے کہ اپنی
...ور... نج پہونچایا جاوے - کونسا اخلاقی اصول
...رٹش گورنمنٹ نے جسمانی قتل کو قانوناً
...عورتون کی حالت مر...
...ح جاری ہے -
...ی تعلیم کے بغیر ہماری قومی ترقی ناممکن دیتی
...ہوتی اور اسکو آزادی کے ساتھ...
...ہ گروہ کبھی ترقی نہین کرسکتا - اگر عورتون کو
...اتھ آزادی سے چلنے پھرنے اور عجائبات دنیا کے
...عورتون ہی کی جسمانی اور دماغی صحت پر عمدہ اثر
...وگا اور ہندوستان کی آئندہ نسلین اپنی
...وط دلیر اور قابل ہون گی -

قرض

قرض کے کوئی شکنجہ مین نہ جکڑ
دوست دشمن کو نہ وہ روز خداد کھلائے

اس رسالہ مین قرض کی تعریف اور اوسکا خاصہ قرض کیون لیاجاتا ہے؟ بضرورت! اس ضرورت کو
دکھایا ہے - اور جن جن ضرورتون پر قرض لیاجاتا ہے اونکو علیحدہ علیحدہ بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے
حوایج و ضروریات کو بھی تمثیل دلپسند کیساتھ لکھا ہے اور اوسپر عقل سلیم اور تجربات زمانے
کیا ہے اور مفید و قابل قدر رائین دی ہین -

(۱) اکثر شادی بیاہ کے موقع پر ہمارے قوم و ملک کے لوگ روپیہ قرض لیتے ہین اوسکا نتیجہ - اور علاوہ اس کے
سیٹھ کا اپنے بیٹے کی شادی مین قرض لیکر بڑی دھوم دھام و شہرت کے ساتھ شادی کرنا مگر انجام مین
و برباد ہونا ایک عبرت و نصیحت خیز طرز سے لکھا ہے -

(۲) بیماری و غمی کے موقع پر جو قرض لیاجاتا ہے اسکی حالت اور کلکتہ کے متمول بنگالی کا اپنی چہیتی بیوی
قرض لینا - اور آخر مین قرضے کی بدولت کل جائداد کا ضائع و تلف ہوجانا - انجام مین حسرت اکیز
نکل کھڑا ہونا - بعدہ نہایت تکلیف و ذلت سے زندگی بسر کرنا دکھاکر عبرت دلائی ہے -

(۳) کسی روزگار کی غرض سے روپیہ قرض لیکر روزگار یا پیشے مین لگانا نقصان و گھاٹے کی حالت
تباہ و برباد ہوجانا جسکی نظیر مین شہر پٹنے کے ایک دوکاندار کا قرض روپیہ لیکر روزگار مین لگانا پہلے
نقصان سے بچ جانا مگر دوسرے برس نقصان اوٹھاکر جان دینا حتی کہ کفن تک کو بھی نہ
درجہ دلپذیر حسرت کا عالم طاری ہوتا ہے -

(۴) عدالت مین مقدمہ بازی کے موقع پر جو قرض کیاجاتا ہے اوسکی تصریح و تفصیل اور ضلع ناگپور
آپس مین لڑجانا اور عدالت کے خرچ کے لئے دونون کا قرض لینا - اور انجام مین دونون کی
ہوجانا اور قرض خواہ مہاجنون کی سختیان - بے مروتی کیساتھ پیش آنا اور دونون کا سب کچھ کھوکر
بیدار و ہوشیار ہوکر خود کو نہایت محتاجی اور ذلت کیحالت مین پانا کچھ ایسے انداز سے لکھا ہے کہ دلپر
(۵) عیاشی - شراب خواری اور دیگر فضول خرچیون کے مواقع پر قرض لینا اور ناعاقبت اندیش
پر لکھنؤ کے ایک متمول نواب زادہ کا تذکرہ بطور نظیر درج کیاہے جس سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ کمبخت قرض
حشمت عزت - اور حتی کہ جان تک لے لیتا ہے - اس رسالہ کو پڑھکر آدمی آدمیت کی عقل و ہوش رکھ
کیطرف اوسکا دل رجوع ہو - قیمت صرف ۱ر

ملنے کا پتہ ... لال ... بازار گومینیجر سلیمانی پریس - محلہ گا...

قرض

لائے   قرض کے کوئی شکنجہ مین نہ دیکر

رض کیون لیا جاتا ہے؟ بضرورت! اس ضرورت کی

اہے اونکو علحدہ علحدہ بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے

لکھا ہے اور اوسپر عقل سلیم اور تجربات زمانے

ں۔

وگ روپیہ قرض لیتے ہین اوسکا نتیجہ۔ اور عذر اس کے

ی دھوم دھام و شہرت کے ساتھ شادی کرنا مگر انجام مین

ھاہے۔

ہے اسکی حالت اور کلکتہ کے متمول بنگالی کا اپنی چہیتی بیٹی

جائداد کا ضائع و تلف ہو جانا۔ انجام مین حسرت اکیلے

اسے زندگی بسر کرنا دکھا کر عبرت دلائی ہے۔

یکر روزگار یا پیشے مین لگانا نقصان و گھاٹے کی حالت

کے ایک زمیندار کا قرض روپیہ لیکر روزگار مین لگانا پھر نقصان

نقصان اوٹھا کر جان دینا حتی کہ کفن تک کو بھی نہ

ع پر جو قرض کیا جاتا ہے اوسکی تصریح و تفصیل اور ضلع ناگپور

لئے دونون کا قرض لینا۔ اور انجام مین دونون کی مصیبت

ں بے مروتی کیساتھ پیش آنا اور دونون کا سب کچھ کھو کر قرض

ر ذلت کیحالت مین پانا کچھ ایسے انداز سے لکھا ہے کہ دلپر بے

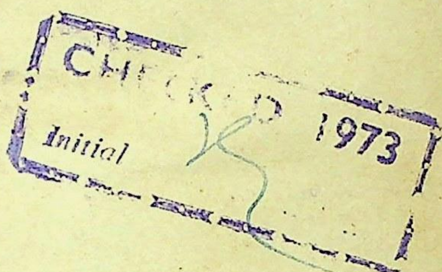
ول خرچیون کے مواقع پر قرض لینا اور ناعاقبت اندیش و

کرہ بطور نظیر درج کیا ہے جس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کمبخت قرض

لیتا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھکر آدمی آدمیت کی عقل و ہوش رکھ

یت صرف ۱ر

ے لال بھارگو مینیجر سلیمانی پریس۔ محلہ گائے


1973
Initial


Entered in Database
Signature with Date





